کورونا وائرس

سے متعلق

جدید فقہی مسائل

www.KitaboSunnat.com

از قلم

عبید الرحمن عبد العزیز

ضیاء الرحمن عبد العزیز

کلیم الرحمن عبد العزیز

شائع کردہ

ھدی و نور ریسرچ فاؤنڈیشن، شیندور جنا گھاٹ

www.KitaboSunnat.com

کورونا سے متعلق

جدید فقہی مسائل

از قلم:

عبید الرحمن عبد العزیز

ضیاء الرحمن عبد العزیز

کلیم الرحمن عبد العزیز

شائع کردہ

ھدی ونور ریسرچ فاؤنڈیشن شیندور جناگھاٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

© حقوق الطبع بحق ناشر محفوظ ہیں۔

کتاب کا نام: ------- کورونا وائرس سے متعلق جدید فقہی مسائل
تالیف: --- عبیدالرحمٰن عبدالعزیز، ضیاء الرحمٰن عبدالعزیز، کلیم الرحمٰن عبدالعزیز
طابع وناشر: ھدی ونور ریسرچ فاونڈیشن شیندورجنا گھاٹ
تعداد نسخ: ---------- ۱۰۰۰ کاپی
قیمت: -----------
تاریخ اشاعت: شعبان ۱۴۴۱ھ -- بمطابق اپریل ۲۰۲۰م

ملنے کا پتہ:

مکتب ھدی ونور ریسرچ فاونڈیشن شیندورجنا گھاٹ ----
پن کوڈ: ۴۴۴۹۰۷ ضلع امراوتی، انڈیا۔

ایمیل:
kaleemazeez۳۷@gmail.com
Ubaidaziz۵۱۱@gmail.com
abunabeelziya@gmail.com
رابطہ: وہاٹس اپ گروپ: ۷۵+۹۱۸۸۸۲۷۴۳۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اهــــدا
ء

ہمارے مشفق والدین ،

محترم و بزرگ اساتذہ اور تمام

ہی اسلامی بھائیو ،بہنوں کے لئے

رب اغفرلنا ولو الدینا

ولأساتذتنا وللمؤمنین و

المومنات ۔آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اللهم رب جبريل وميكائيل وإسرافيل فاطر السموات والأرض عالم الغيب والشهادة أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون، اهدنا لما اختلف فيه من الحق بإذنك إنك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم“

آمین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين امابعد۔۔۔

سوال 1: ہم نے ایک شیخ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ کرونا طاعون ہے ؟ کیا یہ بات صحیح ہے ؟اور اگر یہ طاعون ہے تو پھر مدینہ میں کیسے داخل ہوگیا ہے جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ طاعون مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتا ؟

الجواب بعون الملک الوہاب: جی نہیں کورونا طاعون نہیں ہے بلکہ طاعون اور کورونا بیماری میں بڑافرق ہے،اس فرق کو ہم متخصصین ہی کی زبانی آپ کے سامنے رکھتے ہیں :

چنانچہ ڈاکٹر عادل ازہری نے لکھاہے کہ طاعون کامرض ان خوردبینی جراثیم کے ذریعہ پھیلتا ہے جن کو چوہے کے جوں لاتے ہیں،وہ پنڈلی اور کوہنی کے حصے میں کاٹتے ہیں،پھر چہرے پر ڈنک لگاتے ہیں،جس کی وجہ سے یہ مرض پیدا ہوتا اور پھیلتا ہے "[1]

نیز ابن قیم رحمہ اللہ نے طاعون کی حقیقت بتلاتے ہوئے اطباء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ : قال الأطباء: إذا وقع الخراج في اللحوم الرخوة، والمغابن، وخلف الأذن والأرنبة، وكان من جنس فاسد، سمي طاعونا، وسببه دم رديء مائل إلى العفونة والفساد، مستحيل إلى جوهر سمي، يفسد العضو ويغير ما يليه، وربما رشح دما وصديدا، ويؤدي إلى القلب كيفية رديئة، فيحدث القيء والخفقان والغشي[2] کہ اطباء کہتے

(۱) (حاشیہ طب نبوی لابن القیم ص:۵٦از مترجم حکیم عزیز الرحمٰن اعظمی)

(۲) (الطب النبوی لابن القیم رحمہ اللہ ۳۱/۱)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ نرم گوشت میں،کان کے پیچھے، ناك کے بانسے کے کنارے (سینڈے) پر اور رانوں کی جڑ میں نکلنے والا فاسد وردی پھوڑا طاعون کہلاتا ہے، یہ ایسے گندے خون کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو انتہائی بدبودار، فاسد اور کالا ہوتا ہے، جو کہ ایك زہریلے مادے میں تبدیل ہو جاتا ہے، جہاں پیدا ہوتا ہے اس جگہ اور اس کے آس پاس کی جگہ کو خراب کر دیتا ہے، کبھی اس سے کالا بدبودار خون اور پیپ بھی بہ پڑتا ہے، جو دل کی اچھی کیفیت کو بدترین کیفیت سے بدل دیتا ہے، جس کی وجہ سے ابکائیاں اور الٹیاں شروع ہو جاتی ہے، دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے،اور آدمی کو بے ہوشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔

نیز ابن قیم رحمہ اللہ اس کی مزید توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الطاعون- من حيث اللغة-: نوع من الوباء، قاله صاحب «الصحاح» ، وهو عند أهل الطب: ورم رديء قتال يخرج معه تلهب شديد مؤلم جدا يتجاوز المقدار في ذلك، ويصير ما حوله في الأكثر أسود أو أخضر، أو أكمد، ويؤول أمره إلى التقرح سريعا. وفي الأكثر، يحدث في ثلاثة مواضع: في الإبط، وخلف الأذن، والأرنبة، وفي اللحوم الرخوة.(۱) کہ وباء کی مختلف انوع ہوتی ہے، لغوی اعتبار سے طاعون بھی ان وباؤں میں سے ایك وباء ہے، جیساکہ صاحب الصحاح (امام جوہری) نے کہا ہے،اور یہ اطباء کے نزدیك ایسا فاسد و قاتل ورم ہوتا ہے جس میں سخت جلن ہوتی ہے،بہت درد ہوتا ہے،ایك جگہ پیدا ہوتا اور پھر وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو کر بڑھتا چلا جاتا ہے،اس ورم کے آس پاس کی جگہ کالی،ہری،مٹیالی ہو جاتی ہے،پھر یہ جلد ہی پھوڑے میں تبدیل ہو جاتا ہے،اور عام طور پر تین جگہ ہوتا ہے: بغل میں،کان کے پیچھے،ناك کے کنارے اور نرم گوشت والی جگہ پر۔

(۱) (الطب النبوی لابن القیم رحمہ اللہ: ۱/۳۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ وباء اور طاعون میں فرق بتلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

: وأما الوباء فقال الخليل وغيره هو الطاعون وقال هو كل مرض عام والصحيح الذي قاله المحققون أنه مرض الكثيرين من الناس في جهة من الأرض دون سائر الجهات ويكون مخالفا للمعتاد من أمراض في الكثرة وغيرها ويكون مرضهم نوعا واحدا بخلاف سائر الأوقات فإن أمراضهم فيها مختلفة قالوا وكل طاعون وباء وليس كل وباء طاعونا [1] کہ جہاں تک وباء کی بات ہے تو خلیل رحمہ اللہ کے نزدیک وباء طاعون ہی کو کہا جاتا ہے، اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ : "وباء ہر اس مرض کو کہا جاتا ہے جو عمومی طور پر پھیلے، جبکہ محققین کے نزدیک صحیح اور قابل اعتبار بات یہی ہے کہ وباء زمین کے سارے حصوں سے کی بجائے صرف کسی ایک حصے میں، ایک ساتھ بہت سارے لوگوں کو لگنے والے مرض کو کہا جاتا ہے"۔ایسا مرض کثرت انتشار میں عام امراض سے مختلف ہوتا ہے ،اس سے متاثرین بھی ایک ہی قسم کے اعراض کا شکار ہوتے ہیں، جبکہ عام اوقات میں پائے جانے والے امراض ایک جیسے نہیں ہوتے، بلکہ عام اوقات میں لوگوں کو الگ الگ بیماریاں لگتی ہیں، اور محققین اہل علم نے یہ بھی کہا کہ : ہر طاعون وباء ہوتا ہے، البتہ ضروری نہیں کہ ہر وباء طاعون ہی ہو۔انتہی

ملاحظہ : یہاں پر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ خلیل رحمہ اللہ نے ہر وباء کو طاعون کہا ہے، ایسے ہی ابن الاثیر رحمہ اللہ نے غریب الحدیث میں ہر وباء کو طاعون قرار دیا ہے [2] لیکن دھوکہ نہ کھائیں انہوں نے لغوی اور حکمی اعتبار سے ہر وباء کو طاعون کہا ہے ورنہ حقیقی، وصفی، جرمی،

---

(۱) (شرح مسلم للامام النووی رحمہ اللہ ۱۴/۲۰۴)

(۲) غریب الحدیث والاثر لابن الاثیر : ۳/۱۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مادی اور طبّی اعتبار سے ہر وباء طاعون نہیں ہوتی بلکہ ہر وباء اپنے نام، خصائص اور امتیازات وحقائق میں دوسری سے الگ ہوتی ہے، اور چونکہ یہ طبّی مسئلہ ہے اس لئے یہاں اہل طب کی بات مانی جائے گی نہ کہ اہل لغت کی۔ طاعون کو جان لینے کے بعد اب آئیں کورونا کی طرف۔

کورونا ایک وبائی مرض ہے جو اپنی اعراض، کیفیات، انتشار، اسباب اور علاج میں طاعون سے قطعی مختلف ہے، چنانچہ تقریبا اسی کورونا وائرس کے بارے میں حکیم اجمل اپنی کتاب "حاذق" میں لکھتے ہیں کہ: " عیاذا باللہ، جس طرح کہ طاعون، ہیضہ اور دیگر وبائی امراض بعض ایام میں وبا کے طور پر ظاہر ہو کر دفعتاً صدہا جانوں کو لقمہء اجل بنا دیتے ہیں، تحقیق جدید سے ثابت ہے، کہ نزلہ اور زکام کا حملہ بھی بعض دفعہ وبائی طور پر ہوتا ہے، اس مرض کا باعث ہوا میں ایک سمیت اور زہریلے اثر کا پیدا ہونا ہے، جو سانس لینے کے ساتھ ہوا کے ہمراہ جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ مرض اکثر جاڑوں میں ہوتا ہے، بعض مرطوب نشیبی جگہوں میں یہ مرض اکثر پیدا ہوتا ہے، اور ایک مقام سے پیدا ہو کر، فوراہی بہت سے مقامات میں پھیل جاتا ہے، جوان آدمی کی بہ نسبت بوڑھے اور بچے اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ اس مرض کی علامتوں کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ: پیشانی اور کمر میں درد ہو کر، دفعتاً مریض کو بخار چڑھ جاتا ہے، بعض مریضوں کو یہ بخار لرزے سے ہوتا ہے اور بعض کو بغیر لرزے کے، آنکھوں اور تمام عضلات جسم میں درد معلوم ہوتا ہے، اور دوران سر کی شکایت ہوتی ہے، گلا درد کرتا ہے، آواز بیٹھ جاتی ہے، سینے پر بوجھ اور تناؤ معلوم ہوتا ہے، خشک کھانسی ہوتی ہے، سانس مشکل سے آتا ہے، مریض کی بھوک زائل ہو جاتی ہے، ابکائیاں آتی ہیں۔

آگے لکھتے ہیں کہ اگر عوارضات شدید ہوں تو انجام اچھا نہیں ہوتا، بعض دفعہ ناک اور حلق کی سوزش آگے ہوا کی نالیوں تک بڑھ کر شدید کھانسی اور نمونیہ پیدا کر دیتی ہیں۔ مزید اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی خاص علامات بتاتے ہوئے، رقمطراز ہیں: کہ دفعتاً مرض کا حملہ ہونا، اور دفعتاً بہت سے اشخاص کا مبتلاء مرض ہو جانا، اور بخار کا ہونا، اس کی خاص تشخیصی علامات ہیں۔اس مرض کے خاتمہ کی مدت بتاتے ہوئے، یوں لکھتے ہیں کہ: اگر عوارضات شدید نہ ہوں، اور اس مرض کے ساتھ کوئی دوسرا مرض شامل نہ ہو جائے تو ایک ہفتہ کے اندر اندر مریض کو آرام ہو جاتا ہے۔[۱]

مذکورہ بالا نقول سے طاعون اور کورونا کے بیچ واضح ہونے والے فروق مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) وباء عام وشامل بیماری کو کہا جاتا ہے، جس میں طاعون اور دیگر وبائی بیماریاں شامل ہیں، جبکہ طاعون ایک خاص بیماری کو کہا جاتا ہے جو کہ وباء کی انواع میں سے ایک نوع ہے۔پس واضح ہوا کہ وباء اعم جبکہ طاعون اخص ہے اور دونوں کے بیچ عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔

(۲) طاعون زمین کی کسی ایک جہت میں پھیلتا ہے جبکہ کورونا پوری زمین میں پھیلنے والا مرض ہے۔

(۳) طاعون کی علامتیں جانی جاتی اور دکھائی دیتی ہے، جبکہ کورونا کے اعراض وعلامتیں مریض میں کافی دنوں تک پوشیدہ ہوتی ہیں، اور اس فترۂ غیاب وخفاء میں وہ اس تیزی اور سرعت کے ساتھ مریض سے دوسروں میں منتقل ہو جاتا ہے کہ مریض اور منتقل ہونے والے فرد دونوں کو اس کے انتقال کا شعور بھی نہیں ہوتا۔

---

(۱) "حاذق" حکیم اجمل خاں: صفحہ نمبر ۷۸ تا ۸۱ طباعت: ادارہ کتاب الشفاء، دریا گنج، دہلی، سن طبع ۲۰۰۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) اپنی تاثیر کے ناحیے سے بھی دونوں میں فرق ہے، چنانچہ طاعون کے شکار ہونے والے اغلب افراد لقمہ اجل بن جایا کرتے ہیں جبکہ کورونا میں مبتلا ہونے والے افراد کی موت کے امکانات طاعون کی بہ نسبت کم ہے۔

(۵) نیز ان دونوں امراض میں اسباب انتشار کے حساب سے بھی فرق پایا جاتا ہے، چنانچہ طاعون عمومی طور چوہوں یا خرابئ خون سے پیدا ہوتا اور جس بلد میں پیدا ہو اس سے بہت ہی کم تجاوز کرتا تھا جبکہ کورونا نزلہ، سردی، زکام، تھونک، چھینک، کھانسی سے ظاہر ہوتا اور اختلاط، مصافحہ، سانس چھوڑنے، مریض کے کسی چیز کو چھو لینے، مریض کے سریع وسائل نقل کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے وغیرہ جیسے متعدد وسائل وذرائع سے پھیلتا ہے۔

(٦) مرض کا محاصرہ اور اس پر کنڑول کئے جانے میں بھی دونوں مختلف ہے، کیونکہ طاعون کا محاصرہ بڑی آسانی سے کیا جاسکتا ہے وہ اس طرح کہ جہاں طاعون پھیلے وہاں کے لوگ باہر نہ نکلے اور نہ وہاں کوئی جائے، البتہ کورونا کا محاصرہ اور اس پر کنٹرول کافی مشکل ہے کیونکہ یہ انتہائی باریک گیس کے ذرات کی شکل میں ہواؤں میں منتشر ہوتا ہے، اور جس جگہ پر لگ جائے اس پر کافی گھنٹوں یا دنوں تک زندہ رہتا ہے۔

پس واضح ہوا کہ کورونا طاعون نہیں ہے، بلکہ اپنی نوعیت کا ایک الگ ہی وبائی مرض ہے۔اور مدینہ میں داخل نہ ہونے کی بات آپ ﷺ نے طاعون کے سلسلے میں فرمائی تھی نا کہ کورونا کے سلسلے میں۔اس لئے اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «على أنقاب المدينة ملائكة، لا يدخلها الطاعون، ولا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدجال»(۱) —کہ مدینہ کے دروازوں پر فرشتے پہرا دے رہے ہیں، چنانچہ نہ اس میں طاعون داخل ہو سکتا ہے اور نہ دجال ہی گھس سکتا ہے۔—سچا ہے، وہ اپنی صداقت پر برقرار ہے، کورونا جیسی وباء کے نہ داخل ہونے کی کوئی بات آپ ﷺ نے نہیں کی ہے، بلکہ جب آپ ﷺ ہجرت کرکے مدینہ آئے تو خود مدینہ کے اندر وباء موجود تھی، جس کی وجہ سے حضرت ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہم وغیرہ بیمار ہوگئے تھے(۲) لہٰذا دیگر وباء مدینہ میں داخل ہو سکتی ہے، ان وباوں کے مدینہ میں داخل ہو جانے سے آپ ﷺ کی طاعون کے سلسلے میں کہی گئی خصوصی بات کی حقانیت میں شک نہیں کرنا چاہیئے، ممکن ہے اس عالم دین نے سہواً اسے طاعون کہہ دیا ہو یا حکماً یا لغۃً طاعون کہہ دیا ہو، چنانچہ ان کے قول کا عدم صواب یا توجیہ واضح ہو جانے کے بعد "کل یوخذ من قولہ ویرد" کے حساب سے ان کی بات کو یا تو رد کیا جانا چاہیئے یا مقید دائرے میں محدود اور صحیح محمل پر رکھا جانا چاہیئے اور اس کی وجہ سے صحیح حدیث کو مورد شک و تردد ٹھہرانے سے بچنا چاہیئے۔

---واللہ اعلم بالصواب------

سوال: کیا کرونا اللہ کا عذاب ہے ؟

الجواب بعون الملک الوہاب: جی نہیں، **مطلقا** ایسا نہیں کہا جا سکتا کہ طاعون بلا تفریق مسلمان وکافر سب کے حق میں اللہ کا عذاب ہے، بلکہ اللہ رب العالمین کی طرف سے عمومی طور پر آنے والے فیصلے لوگوں کے ایمانی حالات کے حساب سے الگ الگ حکم رکھتے ہیں، چنانچہ اس میں

---

(۱) (رواہ البخاری: برقم: ۷۱۳۳)

(۲) البدایہ والنہایہ لابن کثیر: ۵۵۱/۴-۵۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی شک نہیں کہ جہاں یہ مرض کورونا ظالموں اور کافروں کے حق میں اللہ کا عذاب ہے کیونکہ اللہ اس سے پہلے بھی لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے مختلف عذابات سے دوچار کرتا رہا ہے، اللہ کا فرمان ہے: " ﴿ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِۦ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ ٱلصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ ٱلْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ ﴾ "[1] کہ اس سے قبل کی تباہ شدہ ساری ہی اقوام کو ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑا، ان کا مؤاخذہ کیا، چنانچہ ان میں سے کسی پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسائی تو کسی کو زبردست چنگھاڑ کے ذریعہ ہلاک کر دیا تو کسی کو زمین میں دھنسادیا اور کسی کو پانی میں غرقاب کر دیا، یقینا اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا، البتہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔

وہیں یہ کورونا مسلمانوں کے حق میں اللہ کی طرف سے گناہوں کا کفارہ، ابتلاء، آزمائش اور تمحیص ورحمت ہے، کیونکہ دنیا مومن کے لئے دار ابتلاء ہے، اللہ کا فرمان ہے: " ﴿ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ ٱلَّذِينَ خَلَوْا۟ مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ ٱلْبَأْسَآءُ وَٱلضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوا۟ حَتَّىٰ يَقُولَ ٱلرَّسُولُ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ مَتَىٰ نَصْرُ ٱللَّهِ ۗ أَلَآ إِنَّ نَصْرَ ٱللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾ ﴾ "[2] کہ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم ایسے ہی جنت میں داخل ہو جاؤگے جبکہ اب تک تمہارے پاس ویسی آزمائشیں نہیں آئیں ہیں جیسی تم سے پہلے کے لوگوں کے پاس آئیں تھیں، چنانچہ انہیں تکلیفوں اور

---

(۱) العنکبوت: ۴۰

(۲) البقرہ: ۲۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پریشانیوں میں اس درجہ گھیرا گیا کہ وہ ہلا کر رکھ دیئے گئے حتی کہ اللہ کے پیغمبر اور ان کے حواریین واصحاب بھی کہہ اٹھے کہ آخر اللہ کی مدد کب آئے گی؟ یاد رکھو اللہ کی مدد بہت ہی قریب ہے۔

اسی لئے ہم جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے ہیں کہ آپ نے طاعون کو ایک طرف کفار کے حق میں اللہ کا عذاب قرار دیا: " عن أسامةرضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الطاعون رجس أرسل على طائفة من بني إسرائيل، أو على من كان قبلكم "[۱] کہ طاعون کو اللہ نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت یا تم سے پہلے کے لوگوں پر اپنا عذاب بنا کر بھیجا تھا۔

جبکہ دوسری طرف اسی طاعون کو آپ ﷺ نے مومن بندوں کے حق میں رحمت اور شہادت قرار دیا، آپ ﷺ کا فرمان ہے: "عن انس بن مالک رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : الطاعون شهادة لكل مسلم "[۲] کہ طاعون ہر مسلمان بندے کے حق میں شہادت ہے۔

چنانچہ کوئی بعید نہیں کہ ایک ہی چیز کافروں کے حق میں اللہ کا عذاب تو مومنوں کے حق میں رحمت و تمحیص ہو، اس کو مزید جلاء اللہ کا یہ فرمان دیتا ہے کہ: "﴿ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُۥ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَآءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّٰلِمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَيَمْحَقَ الْكَٰفِرِينَ

---

(۱) صحیح البخاری: ۱۴/۱۷۴۷ برقم: ۳۴۷۳

(۲) رواہ البخاری برقم: ۲۸۳۰ ومسلم: برقم: ۱۹۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۴۱﴾ "[۱] کہ اگر جنگ میں تمہیں زخم لگے ہیں تو کافر بھی تمہاری ہی طرح زخمی ہوئے ہیں ، بس ہم ان ایام کو لوگوں کے حق میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں، اور یہ سب اس لئے ہے تاکہ اللہ ایمان والوں کو کھول کر سامنے لے آئے ، اور تم میں سے شھداء کو منتخب فرمائے ، یقینا اللہ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا، اور یہ سب اس لئے ہے تاکہ اللہ مومنوں کو صاف ستھرا اور الگ تھلگ کر دے اور کافروں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچادے۔

وجہ استدلال: زخم مومنوں کو بھی لگے ، زخم کافروں کو بھی لگے البتہ وہی زخم مومنوں کے حق میں اللہ کی تمحیص ، گناہوں کا کفارہ ، شہادت اور رحمت قرار پائے وہی زخم کافروں کے حق اللہ کے رجس وعذاب اور غیض وغضب کا موجب ٹھہرے۔

لہٰذا مسلمانوں کو اللہ سے اچھی امید رکھنی چاہیئے ، اللہ کی آزمائش پر صبر واحتساب سے کام لینا چاہئے اور توبہ وانابت کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ ایک مومن کے حق میں آزمائش سے اللہ کا یہی مقصود ہوتا ہے ﴿ وَبَلَوْنَٰهُم بِٱلْحَسَنَٰتِ وَٱلسَّيِّـَٔاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۶۸﴾ ﴾ "[۲] کہ ہم انہیں اچھائی وبرائی دونوں کے ذریعہ آزماتے ہیں تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع ہوں۔ اللہ ہم سب کو اس کی طرف رجوع وانابت نصیب فرمائے۔ آمین

۔۔۔۔۔۔واللہ اعلم بالصواب۔۔۔۔

(۱) آل عمران: ۱۴۰-۱۴۱

(۲) الاعراف: ۱۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا کرونا کی وجہ سے مسجد میں باجماعت نماز اور جمعہ کو وقتی طور پر موقوف کر دیا جانا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوہاب: جی ہاں کورونا کی وجہ سے مسجد میں وقتی طور پر باجماعت نماز اور جمعہ کو موقوف کر دیا جانا چاہئے، کیونکہ جن جن اعذار کی بنیاد پر شریعت نے ایک مومن کو باجماعت نماز وجمعہ چھوڑنے کی اجازت دی ہے اس کورونا بیماری میں بیک وقت تقریبا وہ سارے کے سارے اعذار یکجا ہو جا رہے ہیں اور وہ بھی کسی ایک فرد کے حق میں نہیں بلکہ تمام ہی مسلمانوں کے حق میں۔ لہٰذا سب کو اس رخصت سے یکساں فائدہ اٹھانے کا موقع ملنا چاہئے۔

چنانچہ مندرجہ ذیل اعذار میں جماعت ترک کیجا سکتی ہے:

(۱) **خوف**: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "من سمع النداء فلم يأته فلا صلاة له إلا من عذر"[۱] کہ جو اذان کی آواز سنے پھر وہ مسجد نہ آئے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی الا یہ کہ اس کے پاس عذر ہو۔ان مقبول شرعی اعذار میں علماء نے خوف کو بھی شمار کیا ہے، چنانچہ جماعت کے ترک کا سبب بننے والے خوف کی کئی مثالیں بھی ذکر فرمائی ہیں مثلا: اگر کسی کو اپنے مال کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو یا چوری ہو جانے کا خوف ہو، لٹیروں کے لوٹ لینے کا خوف ہو، یا دشمنوں کے آ گھیرنے کا خوف ہو، یا ظالم شخص یا بادشاہ یا امیر کے پکڑنے کا ڈر ہو یا مریض کی تیمار داری چھوڑ کر جانے پر اس کی

---

(۱) رواہ ابن ماجۃ: ۱/۲۶۰ برقم: ۷۹۳ وصححہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ فی صحیح، الإرواء (۲/۳۳۷)، وفی التعلیق الرغیب (۱/۱۹۶)، وفی صحیح إبی داود (۵۶۰)، وفی صحیح الجامع الصغیر برقم: ۶۳۰۰-۲۱۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات کا اندیشہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ان تمام اقسام خوف پر ترک جماعت کی گنجائش ہے تو ظاہر بات ہے کہ انہیں ڈراؤنی چیزوں میں کسی متعدی مرض کے لاحق ہو جانے کا خدشہ اور خوف بھی ہے، لہٰذا اس کے لئے بھی ترک جماعت وجمعہ کی رخصت ضرور ہونی چاہیے۔ کیونکہ اللہ رب العالمین نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے: اللہ کا فرمان ہے: "﴿وَلَا تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ﴾ "(۱) کہ اے مومنو! جان بوجھ کر خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

(۲) **بیماری**: بیماری بھی ان اعذار میں سے ہے جن کی وجہ سے شریعت میں ترک جماعت کی اجازت دی گئی ہے حدیث میں آتا ہے کہ: " عن أبي موسى، قال: مرض النبي صلى الله عليه وسلم، فاشتد مرضه، فقال: «مروا أبا بكر فليصل بالناس»"(۲) کہ جب اللہ کے نبی ﷺ شدید بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے مسجد تشریف لیجانے کی بجائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلوا بھیجا کہ وہ لوگوں کی امامت کروائیں۔واضح رہے کہ شریعت نے بیماری سے متعلق تین قسم کے لوگوں کو مسجد نہ آنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے: (۱) ایک وہ شخص جو خود مریض ہو جیساکہ حدیث میں اوپر گذرا(۲) دوسرا وہ شخص جو اس کی تمریض اور علاج ومعالجہ میں مشغول ہو کیونکہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ: " حفظ الآدمی افضل من حفظ الجماعة "اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ " المشغول لایشغل " (۳) تیسرا وہ شخص جسے جماعت میں شرکت پر بیماری کے لگ جانے یا شدید مرض کے لاحق ہو جانے کا خوف

(۱) البقرۃ: ۱۹۵

(۲) رواہ البخاری: ۱/۱۳۶،برقم: ۶۷۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واندیشہ ہو۔ کیونکہ فقہی قاعدہ ہے کہ : " المتوقع القريب كالواقع " اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ " وما قارب الشي ياخذ حكمه " ظاہر بات ہے کہ جب عام بیماریوں کے اندیشہ پر عدم حضور جماعت کی اجازت مل سکتی ہے تو کورونا جیسی مہلک بیماری کے لگ جانے کے قوی اندیشہ پر تو بدرجہ اولی اجازت ملنی چاہئے۔

(۳) **اذیت وتکلیف کا پایا جانا**: واضح رہے کہ شریعت نے حضور جماعت کے لئے دو طرح کی اذیت وتکلیف کے نہ پائے جانے کا اہتمام کیا ہے، (۱) مصلی کو اذیت (۲) مصلی سے اذیت۔ چنانچہ دونوں ہی قسم کی تکلیفوں کے پائے جانے کی صورت میں انسان کو جماعت سے باز رہنے کی تعلیم دی ہے۔ (۱) **مصلی کو اذیت** : اس سلسلے میں اصل اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان " صلوا فی رحالکم "[۱] ہے۔ چنانچہ اگر مصلی کو شدید بارش، سخت ٹھنڈ، سخت گرمی، شدید کیچڑ اور سخت آندھی وطوفان اور سیلاب کی وجہ سے جماعت کے التزام میں اذیت وتکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو شریعت نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ جماعت سے متخلف ہو کر اپنے گھر میں نماز ادا کر لے ۔ایسے ہی اس باب میں ایک اور اصل اللہ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے : "عن عائشة رضى الله عنها قالت : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «لا صلاة بحضرة الطعام، ولا هو يدافعه الأخبثان» "[۲] کہ کھانے کی موجودگی اور پیشاب وپاخانے کے آجانے کی صورت میں نماز نہ پڑھو۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو سخت بھوک لگی ہوئی ہو یا اسے زور سے پیشاب پاخانہ آیا ہوا ہو تو اس بھوک وقضاء حاجت کی اذیت کے ساتھ شریعت نے اسے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے

(۱) رواہ البخاری برقم: ۶۳۲ ومسلم برقم: ۶۹۷

(۲) رواہ مسلم: ۱/۳۹۳ برقم: ۵۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اگر ان تکالیف کو دور کرتے ہوئے اس کی جماعت چھوٹ جائے تو اسے معذور گردانا ہے۔ظاہر بات ہے کہ حضور جماعت پر کورونا جیسے خطیر مرض کے خوف کی اذیت بھی مصلی کو لاحق ہونے والی اذی وتکلیف میں سے ہے لہٰذا ضروری ہے کہ دیگر تکلیفوں پر اسے بھی قیاس کرتے ہوئے اس کی وجہ سے مصلی کو تخلف جماعت کی اجازت دی جائے۔ (۲) **مصلی سے اذیت**: اس باب میں اصل اللہ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ: "من اکل ثوما اوبصلا فلیعتزلنا ولیعتزل مسجدنا ولیقعد فی بیتہ "(۱) کہ جو کچی لہسن یا پیاز کھائے اسے چاہئے کہ وہ ہم سے اور ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں نماز پڑھ لے۔چنانچہ اگر کسی مصلی کو بغل سے شدید بدبو آنے کی بیماری ہو، یا منہ سے بدبو کی بیماری ہو تو اسے کہا گیا کہ وہ اپنی اس اذیت کو دیگر مصلین سے دور رکھے اور گھر ہی نماز پڑھ لے۔اس باب میں ایک اور اصل جناب رسول اللہ ﷺ کا وفد ثقیف کے ایک مجذوم شخص کے ساتھ کئے جانے والا وہ رویہ ہے جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہے کہ: "انا قد بایعناک فارجع "(۲) کہ ہم نے تم سے بیعت کرلی ہے تم لوٹ جاؤ۔آپ ﷺ کے اسی عمل پر قیاس کرتے ہوئے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک جذام (کوڑھ) کی مریضہ عورت کو طواف کرنے سے منع کرتے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا(۳) اور آپ ﷺ کے فرمان " الطواف بالبیت صلاۃ "(۴) کے مطابق طواف بھی نماز ہی ہے

---

(۱) رواہ البخاری برقم: ۷۳۵۹ ومسلم: برقم: ۵۶۴

(۲) رواہ مسلم: برقم: ۲۲۳

(۳) موطا مالک بروایۃ الشیبانی رقم: ۴۶۷ وبروایۃ اللیثی رقم: ۱۲۷۵

(۴) رواہ النسائی: ۲۲۲/۵ وصححہ الشیخ الالبانی فی صحیح النسائی: برقم: ۲۹۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

،لہٰذا جس شخص کو بھی متعدی مرض ہو یا اس کا اندیشہ یا شک ہو تو اسے مسجد کی جماعت سے دور رہنے اور اپنی اذیت کو دیگر مصلین سے دور رکھنے ہی میں شریعت کی پابندی ہے۔اب ظاہر ہے کورونا بیماری کے مریض یا جنھیں اس بیماری کے اعراض کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اس کے لگنے کا احتمال ہو وہ بھی جماعت سے مستثنی ہونگے تاکہ وہ اپنی اذیت سے لوگوں کو بچاسکے نیز وہ لوگ جن میں گرچہ ابتدائی علامات نہ ظاہر ہوئی ہوں البتہ کورونا چونکہ کئی دنوں تک اپنی اعراض کی پوشیدگی کے ساتھ منتقل ہوتا ہے اس لئے عام لوگوں کو بھی اس مرض کے متوقع شبہ کی وجہ سے وقتی طور پر جماعت سے دور رکھا جائے گا تاکہ وہ بھی " قاعدہ: لاضرر ولاضرار "کے تحت دوسروں کی تکلیف دہی سے خود کو بچا سکیں۔

(۴) **کرفیو کا لگنا**: حدیث میں آتا ہے کہ " عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رجل من الأنصار: إني لا أستطيع الصلاة معك، وكان رجلا ضخما، «فصنع للنبي صلى الله عليه وسلم طعاما، فدعاه إلى منزله، فبسط له حصيرا، ونضح طرف الحصير فصلى عليه ركعتين» "[1] حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی جو کہ بہت موٹے تھے انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے گذارش کی کہ اللہ کے نبی ﷺ میں اپنے کثرت موٹاپے کی وجہ سے آپ کے ساتھ جماعت میں حاضر نہیں ہو پاتا ہوں تو آپ مہربانی کرکے میرے گھر تشریف لائیں اور میرے لئے نماز کی جگہ متعین فرما کر اس جگہ دو رکعت نماز ادا کر دیں، چنانچہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کے لئے کھانا بنایا اور آپ کو اپنے گھر دعوت دی جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا چنانچہ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو

(۱) رواہ البخاری: ۱/۱۳۵برقم: ۶۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے آپ کے لئے ایک چٹائی بچھائی، اس کے کنارے پر پانی چھڑکا، پھر اس پر اللہ کے نبی ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ **وجہ استدلال**: ان کے موٹاپے کو جماعت سے تخلف کا آپ ﷺ نے عذر تسلیم کیا جو کہ نماز کے لئے سعی و نکلنے میں مانع ہے، چنانچہ نماز کے لئے نکلنے میں حائل ہونے والے سارے ہی عوائق اس میں داخل ہونگے، کرفیو بھی نماز کی جگہ مسجد تک پہنچنے میں مانع اور عائق ہے، لہٰذا اس کی وجہ سے بھی مسجد کی جماعت کو موقوف کیا جاسکتا ہے۔

(۵) خشوع و خضوع کو ختم کرنے اور نماز سے ذھن و فکر کو مشغول کرنے والے اعمال یا احوال کا پایا جانا: یاد رہے کہ نماز اصل خشوع و خضوع کے ساتھ ہی مقصود شرع ہے، اللہ کا فرمان ہے: " ﴿ إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدۡنِي وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ ﴿١٤﴾ ﴾ "[۱] کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی اور معبود حقیقی نہیں، پس میری ہی عبادت کرو اور مجھے ہی یاد کرنے کے لئے نماز قائم کرو۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ " لا نقوم الى الصلاة وفى انفسنا شيئ "[۲] کہ جب تک ہمارے دل یا نفس میں کوئی حاجت باقی رہ جائے جس کے اللہ سے ہمیں مشغول کردینے کا اندیشہ ہو، اس کے دور کرلینے تک ہم نماز کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔ اسی لئے شریعت نے یہ ضابطہ ہی دیدیا ہے کہ "مراعاة الفضيلة التى تتعلق بذات العبادة اولى من مراعاة الفضيلة الفى تتعلق بزمان العبادة او بمكانها "کہ اصل عبادت سے متعلق فضیلت کی

---

(۱) طہ: ۱۴

(۲) اوردہ الترمذی: ۲/۱۸۴ فی شرح حدیث رقم: ۳۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رعایت زمان یا مکان عبادت سے متعلق فضیلت کی رعایت پر مقدم ہے۔ پس مسجد جامع ہو، یا مسجد سوق ہو، یا محلّہ کی مسجد ہو،ان تمام جگہوں کی پہلی صف ہو یا دوسری ،دائیں جانب کی صف ہو بائیں جانب کی ان میں سے جہاں بھی خشوع کا حصول زیادہ ہو وہاں نماز پڑھنا وقت صلاۃ یا مکان صلاۃ کی رعایت سے افضل ہے ۔ظاہر ہے کہ اگر کورونا بیماری کا خوف وہراس مسجد کی جماعت میں اس قدر ذھنی تشویش کا سبب بنے کے مقصود صلاۃ خشوع اور خضوع ہی ختم ہو جائے تو یہاں اصل صلاۃ کی فضیلت کو مکان صلاۃ فرع کی رعایت میں ضائع کرنا لازم آئے گا، جبکہ اسی اصل صلاۃ "خشوع وخضوع" اور "استجماع فکر وخیال" کی رعایت کرتے ہوئے گھر میں نماز کو ادا کیا جائے تو قواعد شرع کی موافقت بھی ہوتی ہے اور مقصود عبادت بھی حاصل ہو جاتا ہے تو واقعی اسی کو ترجیح دی جانی چاہئے اور کورونا جیسے مشوش الفکر والبال بیماری کے موقع پر گھروں ہی کو مصلی بنانا چاہئے۔

خلاصہ : مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی ایک صورت کا پایا جانا بھی ایک مسلمان کے لئے جماعت سے تخلف کا موجب ومجیز ہو سکتا ہے تو پھر بھلا آپ ہی بتائیں کہ کورونا جس میں تقریبا یہ سارے ہی اعراض واسباب جمع ہو جارہے ہوں اس میں کیونکر مسجد کی جماعت کو گھر کی طرف منتقل کرنے کی رخصت نہ دی جائے ؟! بالیقین یہ رخصت ہونی چاہئے۔

کیونکہ یہ شریعت کی آسانی کا تقاضا ہے، جس پر اللہ کا فرمان : " ﴿ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلۡعُسۡرَ ﴾ "اور اللہ کا فرمان" ﴿ لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ ﴾ "اور اللہ کا فرمان " ﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِي ٱلدِّينِ مِنۡ حَرَجٖۚ ﴾" واضح طور پر دلالت کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی قاعدہ : " اذا ضاق الامر اتسع "اور قاعدہ " المشقة تجلب التيسير" قاعدہ " الضرورات تبيح المحظورات "اور قاعدہ "لاضررولاضرار "کا تقاضا بھی ہے۔

اس کے علاوہ قاعدہ : "سد ذرائع "کے حساب سے بھی لوگوں کو جمعہ وجماعت کے لئے مسجد نہیں جانا چاہئے کیونکہ گھر سے ایک آدمی کا باہر نکلنا سارے گھر، اس سے بڑھ کر ساری جماعت اور اس سے بڑھ کر سارے معاشرے کے لئے کورونا کے پھیلنے کا سبب بن سکتا ہے، نیز وہ اپنے ساتھ دوسروں کی زندگی، خوشی، آسانی، اور سماجی ومعاشی، معاشرتی ودینی آزادی سلب کرنے کا سبب بن سکتا ہے، اور شریعت میں جو اس طرح بڑے فساد کے ذریعہ بنے ان کا سد ضروری ہے۔

----واللہ اعلم بالصواب-------

سوال : ایک عالم دین نے کرونا وائرس سے بچنے کے لئے یہ دعاء بتائی " الحمدلله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلا" اور کہا کہ جو بھی اس دعاء کو پڑھ لے گا، اسے مرتے دم تک کرونا نہیں ہوگا۔۔۔ یہ دعاء صحیح ہے ؟؟؟

الجواب بعون الملک الوہاب : جس دعاء کے بارے میں پوچھا گیا ہے حدیث میں وہ کچھ اس طرح وارد ہوئی ہے،

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :" من رأى مبتلا فقال : الحمدلله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلا، لم يصبه ذلك البلاء "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ : جس نے کسی مصیبت میں مبتلا شخص کو دیکھ کر یہ کہا کہ "ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس پریشانی سے محفوظ رکھا جس میں تمہیں مبتلا کیا، اور اپنی بہت ساری مخلوقات پر مجھے فضیلت وبرتری عطاء فرمائی" تو اسے وہ پریشانی کبھی بھی لاحق نہیں ہوگی.[1]

تنبیہ : حدیث کے حوالے سے ظاہر ہے کہ حدیث اور اس میں وارد دعاء بالکل صحیح ہے، البتہ نکتے والی بات یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ اور اس کے ترجمہ میں کہیں بھی اسے کرونا کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا، بلکہ عمومی طور پر ساری ہی پریشانیوں کے لئے بتایا گیا ہے، لہٰذا اپنی جانب سے اسے بیماری کے لئے خاص کرتے ہوئے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ دعاء کرونا بیماری کے لئے ہے، یا یہ دعاء ایڈز کے لئے ہے، یا یہ سرطان کے لئے ہے وغیرہ وغیرہ بلکہ اسے جیسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عموما ساری دقتوں سے بچنے کے لئے عام رکھا ہے ہمیں بھی اسے عام ہی رہنے دینا چاہیے۔

دوسری تنبیہ یہ کہ اس دعاء کو پڑھنے کے ساتھ اس کی سچائی وتاثیر کا یقین تو ہونا ہی چاہیے، البتہ بھروسہ، امید، اعتماد، توکل صرف اللہ ہی کی ذات پر ہونا چاہئے اور یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ دعاء بیماریوں لاچاریوں اور غم ومصیبت سے بچنے کا ایک سبب ہے، ورنہ حقیقتاً کرنے دھرنے، مارنے وجلانے، بیماری وشفاء دینے، سبب کو مؤثر ہونے یا نہ ہونے کی اجازت دینے والی ذات صرف اللہ کی ہے، اسی لئے کبھی سبب مؤثر ہوتا ہے تو کبھی مؤثر نہیں ہوتا، اگر بندے کو یہ بات نہ پتہ ہو تو قوی اندیشہ ہے کہ اللہ نہ کرے اگر اس دعاء کے پڑھنے کے باوجود اللہ کی

---

(۱) (رواہ الترمذی ۳۹۳/۵ برقم : ۳۴۳۲ وہو عند ابن ماجۃ عن ابن عمر ۱۲۸۱/۲، برقم : ۳۸۹۲ وصححہ الشیخ الألبانی رحمہ اللہ فی السلسلۃ الصحیحۃ : ۱۵۱/۲ برقم : ۶۰۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قضاء سے اسے یہ بیماری لگ جائے تو وہ اسلام اور اس کی تعلیمات کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائے گا. اسی لئے سبب سے پہلے، اس کے درمیان اور بعد ہر وقت وصورت میں اللہ ہی کو تنہاء مدبر ومتصرف سمجھنا چاہیے.

دلیل: اللہ فرماتا ہے کہ "﴿وَهُوَ ٱلْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ ۖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾﴾ "[1] کہ اللہ اپنے بندوں پر ہر طرح سے غالب و قاہر ہے، وہ خود ہی حفاظت کرنے والے فرشتوں کے ذریعہ اپنے بندوں کی حفاظت فرماتا ہے، البتہ جب کسی کی موت آجاتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے وفات دیتے ہیں اور اللہ کے امر کی تعمیل میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتے.

-----واللہ اعلم بالصواب-----

سوال: جی شیخ یہ میسج ان دنوں بہت گردش کررہا ہے اور اسمیں دیگر صحیح دعاؤوں کے ساتھ کورونا وائرس سے بچنے کے لئے قنوت نازلہ بھی پڑھنے کی ترغیب دی جارہی ہے، میرا سوال یہ ہے کہ کیا کرونا جیسی بیماری سے بچنے کے لئے ان کا قنوت نازلہ کی دعوت دینا صحیح ہے؟؟؟

میسیج کچھ اس طرح ہے:

وبا/مصیبت/پریشانی وغیرہ کی حالت میں پڑھنے والی بہترین حفاظتی دعائیں

---

(۱) (الأنعام: ٦١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۰۱) : بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔(۱)

(۰۲) أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔(۲)

(۰۳) اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔(۳)

(۰٤) اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّئْ الْأَسْقَامِ(٤)

(۰٥) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهِ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔(٥)

(۰٦)أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔(٦)

(۰۷)اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔(۷)

(۰۸)أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، أَنْ يَشْفِيَكَ۔(۸)

---

(۱)[سنن ابوداؤد::۵۰۸۸]
(۲)[صحیح مسلم::۲۸۸۰]
(۳)[سنن ابوداؤد::۵۰۹۰]
(۴)[سنن ابوداؤد::۱۵۵۴]
(۵)[جامع ترمذی::۳۴۳۲]
(٦)[صحیح بخاری::۳۳۷۱]
(۷)[صحیح مسلم::۵۷۰۷]
(۸)[سنن ابوداؤد::۳۱۰٦]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۰۹)لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔[۱]

توبہ/استغفار/بخشش کی دعائیں:

(۱۰) اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ و أنا عَبْدُكَ وّ اَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ۔(۲)

(۱۱)رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (۳)

(۱۲) رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔(٤)

(۱۳) لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔(٥)

(۱٤)اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ اِذَا شِئْتَ سَهْلًا(٦)

(۱٥) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي۔[۷]

(۱۶)*قنوت نازلہ::* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤمِنِيْنَ وَالْمُؤمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ

(۱)[صحیح الترغیب والترہیب::۳۴۸۱]
(۲)[صحیح بخاری::۶۳۰۶]
(۳)[سورۃالمؤمنون::۱۱۸]
(۴)[سورۃالاعراف::۲۳]
(۵)[سورۃالانبیاء::۸۷]
(۶) صحیح ابن حبان::۹۷۴]
(۷)[صحیح بخاری::۷۹۴]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَآءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ *[1]

_اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطاء فرمائے اور ہمیں ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں سے محفوظ فرمائے...*آمین۔۔۔

الجواب بعون الملک الوہاب: جی کورونا اور دیگر وباؤں کے لئے قنوت نازلہ مشروع نہیں ہے۔ کیونکہ

اولا: تو قنوت نازلہ کے لئے ظاہر سنت سے یہ دو شرطیں پتہ چلتی ہیں جن کا پایا جانا قنوت کی مشروعیت کے لئے ضروری ہے

(۱) وہ نازلہ یا مصیبت عام ہو کسی خاص فرد یا جماعت پر نہ ہو

(۲) وہ مخلوق کی جہت سے ہو، جیسے دوشمن وغیرہ کے مسلمانوں کو قتل و تشرید کی وجہ سے ہو، نہ کہ اللہ کی اقدار وآجال یا اللہ کے فعل سے ہو۔ چنانچہ اگر وہ دوشمن کی وجہ سے ہو تو اللہ کے نبی ﷺ نے قنوت نازلہ کو مشروع فرمایا ہے، البتہ اگر اس کا تعلق آیات الہی یا تقدیر الہی سے ہو تو جن آیات کے لئے نماز بتائیں گئیں ہیں ان کے لئے نماز پڑھی جائے گی جیسے سورج اور چاند گہن کی نماز بتائی گئی ہے، قحط سالی کے وقت استسقاء کی نماز سکھائی گئی ہے، اور جن آیات یا اوبۂ کے لئے نماز نہیں بتائی گئی ہے ان سے بچنے کے لئے انفرادی دعائیں، نفلی نماز، توبہ، استغفار اور انابت ورجوع الی اللہ پر اکتفاء کیا جائے گا۔

---

(۱) [سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاۃ:: ۳۱۸۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا کلام کی روشنی میں غور طلب امر یہ ہے کہ کورونا عمومی مصیبت تو ہے البتہ یہ من جانب اللہ ہے، غیر اللہ یا اعداء اسلام کا اس میں کوئی خصوصی دخل نہیں ہے، بلکہ وہ خود اس سے متاثر ہو رہے اور جھوجھ رہے ہیں، لہٰذا قنوت کی شرط ثانی کے فقدان کی وجہ سے اتباع ظاہر سنت میں کورونا کے لئے قنوت نازلہ نہیں کیجانی چاہئے۔

ثانیا: اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کے زمانے میں بھی زلازل، طوفان، آندھیاں، وبائیں، طواعین پائے گئے البتہ کہیں نہیں ملتا کہ اللہ کے نبی ﷺ یا آپ کے صحابہ نے ان کے لئے اجتماعی قنوت نازلہ کروایا ہو، اسی بات کی صراحت کرتے ہوئے ابن مفلح الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "لم یثبت القنوت فی طاعون عمواس ولا فی غیرہ "[1] کہ صحابہ کے زمانے میں طاعون عمواس ہوا البتہ اس میں یا اس جیسے دیگر طبعی حوادث میں کہیں بھی صحابہ سے قنوت نازلہ ثابت نہیں ہے۔

ثالثا: قنوت عبادات میں سے ہے اور باب عبادت کا قاعدہ ہے کہ " ان العبادات مبناها على التوقيف "کہ عبادات توقیفی ہوتی ہیں، لہٰذا جب تک کسی دلیل سے اس قسم کی بیماریوں میں قنوت ثابت نہ ہو اس کا کرنا درست نہیں ہوگا۔ بعض لوگوں نے اللہ کے نبی ﷺ کی وباءِ مدینہ کو ہٹانے والی انفرادی دعاء سے اجتماعی قنوت پر استدلال کیا ہے یہ استدلال فقہی ناحیہ سے قطعی درست نہیں۔

رابعا: اور فقہ کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ "لاقیاس فی العبادات" اور فقہ کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ " ان العبادات لا تعلل" لہٰذا دشمنوں کے خلاف ثابت قنوت پر کورونا کو قیاس نہیں کیا جائے گا۔

---

(۱) الفروع: ۱/۵۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خامسا : کورونا میں مرنے والا مسلمان حکما شہید ہے اور شہادت ایک مسلمان کے حق میں رحمت ہے، لہٰذا اس کے اٹھانے کی دعاء نہیں کیجائے گی، یہی بات ابن مفلح حنبلی رحمہ اللہ طاعون کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ: "ان الموت بالطاعون شهادة فلايسال رفعه "(۱) کہ اللہ کے نبی ﷺ نے طاعون کی موت کو شہادت کی موت قرار دیا ہے، لہٰذا اس کے اٹھانے کا اللہ سے سوال نہیں کیا جائے گا۔

سادسا : ساری فرض نمازیں توقیفی ہیں، ان کی ہیئات، کیفیات، ان میں پڑھے جانے والے اذکار و اوراد سب توقیفی ہے، لہٰذا بغیر صحیح دلیل کے اس میں اضافے اور اس کی توقیفیت میں خلل اندازی سے حتی المقدور بچنا چاہیئے، قنوت سے جب دعاء ہی مقصود ہے تو وہ تو خارج فرائض بھی کی جاسکتی ہے اور غرض حاصل ہو جائے گی، بلکہ جہاں صرف دعاء کا ثبوت ہو وہاں دعاء ہی کرنی چاہیئے، اس سے بڑا ہتھیار بھی کوئی نہیں، اس سے آدمی اختلاف سے بچ بھی جائے گا، بغیر قوی دلیل کے نماز کی ہیئت میں تبدیلی کا مرتکب بھی نہیں ہوگا، اور اتباع ظاہر سنت سے فائز المرام بھی ہوگا، اور یہی اس کی سلامتی دین کے زیادہ اقرب اور عنداللہ مسولیت سے ابعد ہے۔

---- واللہ اعلم بالصواب ----

(۱) الفروع : ۲/۳٦۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا کورونا کے ڈر سے مساجد کو بند کیا جانا چاہئے ؟ کیا مساجد کے بند کرنے سے اللہ نے اپنے فرمان " ومن اظلم ممن منع مساجداللہ ان یذکر فیھا اسمہ "میں منع نہیں کیا ہے ؟

الجواب بعون الملک الوہاب: عام حالات میں مساجد کو بالکل بند نہیں کیا جانا چاہیے، اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ مساجد احب البقاع الی اللہ ہیں، اس میں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ،اس میں دخول وخروج پر حفظ وامان کے پروانے ملتے ہیں، نماز خود ایک وقائی سبب ہے، لیکن جن حالات سے ہم گذر رہے ہیں وہ عام حالات نہیں ہیں وہ طوارئ اور استثنائی حالات ہیں، پھر یہ بھی یاد رکھیں استثنائی حالات کے شریعت میں خصوصی احکامات ہیں، شریعت کا قاعدہ ہے کہ "لاقیاس بین الاختیار ولاضطرار"--

لہٰذا ان استثنائی حالات میں " قاعدہ " الضرر یزال " اور قاعدہ: یدفع الضرر العام بتحمل الضرر الخاص " اور قاعدہ " یرتکب اخف الضررین لاتقاء اشدھما " اور قاعدہ " المشقة تجلب التیسیر " اور قاعدہ " الضرورات تبیح المحظورات " اور اللہ کے فرمان " ﴿ فَمَنِ ٱضۡطُرَّ فِي مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثۡمٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٣ ﴾ "[1] اور اللہ کے فرمان ﴿ وَقَدۡ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيۡكُمۡ إِلَّا مَا ٱضۡطُرِرۡتُمۡ إِلَيۡهِۗ ۝١١٩ ﴾ "[2] اور اللہ کے فرمان ﴿ فَمَنِ ٱضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝١٧٣ ﴾ "[3] وغیرہ کی روشنی میں موجودہ حالات میں عام لوگوں کے لئے مساجد کو بند کردیا جانا چاہیے، امام وموذن

---

(۱) المائدہ: ۰۳

(۲) الانعام: ۱۱۹

(۳) البقرہ: ۱۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ٹرسٹیان و منتظمین وغیرہ کے لئے کھلا رکھنا چاہیے ،انہیں مسجد کی تعقیم [1] اور صاف صفائی کے ساتھ اس میں وقت پر اذان اور انتہائی مختصر وقت میں مختصر ترین جماعت کا خیال رکھنا چاہیے۔
اگر فقہ بدائل کے حساب سے دیکھا جائے تو ایسے حالات میں جبکہ ہر طرف آب وہوا خراب ہو رہی ہے، فضاء میں متعدی مرض منتشر ہے،اسے لوگوں کے اختلاط واجتماع سے شہ وانتشار مل رہا ہے ،اور اگر فوری طور پر سوشل ڈسٹینس کے ذریعہ اس پر قابو نہیں کیا گیا تو لاکھوں لوگوں کی جان داؤپر لگ سکتی ہے، انسانوں کا گھر سے باہر نکلنا جان کو جوکھم میں ڈالنے سے کم نہیں ،ایسے میں مساجد کی جماعت کو وقتی طور پر موخر یا موقوف کرکے ہم شریعت کے کسی بھی فریضے کو معطل نہیں کررہے ہیں، بلکہ جس طرح پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم جیسے بدل کی طرف منتقل ہوتے ہیں، حرہ اور آزاد عورت سے شادی کی طاقت نہ ہونے پر مسلمان لونڈی سے شادی کرتے ہیں ،شادی کی طاقت نہ ہونے پر روزے کیطرف منتقل ہوتے ہیں ، بوڑھے روزے نہ رکھ پائیں تو فدیہ دیتے ہیں ، خود نہ حج کرپائے تو حج بدل کرواتے ہیں ، قسم نہ پوری کرپائے تو اس کا فدیہ یا کفارہ دیتے ہیں وغیرہ ایسے ہی مسمّٰی مساجد میں نہ جاپانے پر عرفی مساجد "اللہ زمین "جعلت لی الارض مسجدا" کی طرف منتقل ہو رہے ہیں ، مسجد کی جماعت سے گھروں کی جماعت کی طرف منتقل ہوئے ہیں ، جمعہ کی نماز سے اس کے بدل ظہر کی نماز کی طرف منتقل ہوئے ہیں ، گویا ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان : " نفر من قدر الله الى قدرالله "اور بعض سلف کے فرمان : " ابيع ديني ببعضه " پر عمل کیا ہے۔

---

(۱) اگر اس تعقیم یا سنیٹرز کا انتظام مسجد کے ساتھ عام مصلین کے لئے بھی ہوجائے جس کے ذریعہ مسجد میں داخلہ سے پہلے ان کی پوری تعقیم ہوتی ہو اور اس کے مفید ہونے کا اطباء فیصلہ کردیں تو بہت مسجدیں بند کرنے کی بڑی تکلیف سے راحت مل سکتی ہے،البتہ موجودہ حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں نے تعقیم کی قیمتیں جس قدر بڑھائی ہیں اس کو دیکھ کر نہیں لگتا کہ یہ عمومی سطح پر عام مساجد میں عام لوگوں کے بس کی بات ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اگر فقہ موازنات کے حساب سے دیکھا جائے تو مساجد کا قیام و تعمیر شعائر اسلام میں سے ہے ،اور اس میں جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی ایک واجبی کام ہے ،دوسری طرف جہاد فی سبیل اللہ کا قیام بھی شعائر اسلام میں سے ہے اور اس میں حاضری حسب استطاعت وحاجت فرض ہے ،اور شریعت میں کسی بھی واجب کی ادائیگی کے لئے طاقت مشروط ہے اگر طاقت نہ ہو تو اللہ کے فرمان لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کے مطابق وہ واجب ہی مسلمان پر سے ساقط ہو جاتا ہے ،چنانچہ جس طرح جہاد کی طاقت نہ ہونے پر واجب جہاد ساقط ہو سکتا ہے ، طاقت نہ ہونے اور فائدے سے زیادہ نقصان کا اندیشہ ہونے کی وجہ سے انسانی جان کی حفاظت کے لئے صلح و صفائی اور ہدنہ کی اجازت مل سکتی ہے ، شعیرہ جہاد وقتی طور پر معطل ہو سکتا ہے بالکل اسی طرح لوگوں میں وباءِ عام کی وجہ سے مسجد تک آنے کی طاقت نہ ہونے اور مسجد کو آباد کرنے کے فائدے سے بڑھ کر نقصان کے اندیشے کی وجہ سے وقتی طور پر مسجد کی حاضری کا وجوب بھی ساقط ہو سکتا اور شعیرہ تعمیر مسجد بھی معطل ہو سکتا ہے۔

سد ذرائع جو کہ شریعت کا ایک بہت بڑا قاعدہ ہے اور جن حالات سے ہم گذر رہے ہیں ان جیسے حالات کے لئے علاج ومداوی اور تریاق کا خود نبوی نسخہ ہے " إذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه "[1] اس سد ذرائع کے حساب سے بھی دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بہت سے ملکوں نے خود اپنے ہی باشندوں کے بیچ کورونا وائرس کو مساجد بازار ،اسکول کالجز وغیرہ مختلف اماکن تجمع کا استعمال کرتے ہوئے پھیلایا ہے نیز بہت سارے کورونا کے حاقد وحاسد مریضوں کو بھی دیکھا گیا کہ وہ اماکن تجمع کے دروازوں ،ان کے قبضوں ، لفٹ اور ان کی بٹنوں ،گاڑیاں اور ان کے گیٹ اور کانچوں اور مساجد

---

(۱) رواہ ابوداود : ۲/۱ وصححہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ فی صحیح ابی داود برقم : ۳۱۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی سجادوں اور دروازوں ،اس کے وضوء خانے کے نلوں پر اپنے تھوک ،لعاب ملتے اور سانس چھوڑتے ،اور انہیں اپنے مریض ہاتھوں سے چھوتے ہوئے پکڑے گئے ہیں تاکہ صحت مند لوگوں میں کورونا منتقل کرسکیں ،پھر ملک ہندوستان کے موجودہ ہندو مسلم تناؤکے ان حالات میں بعید نہیں کہ کوئی بھی غیر مسلم کورونا کا مریض مسلم لباس پہن کر مسجد میں نماز کے بہانے آکر مسلمانوں میں اس بیماری کے عام کرنے کی کوشش کرے ، لہٰذا مساجد سے منع کرنے کے لئے نہیں بلکہ مساجد اور اس کے روادین مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر سرکش افراد اور حکومتوں کو مسجدوں کے غلط استعمال کا موقع نہ دیا جانے کا تقاضا ہے کہ مسجدوں کو وقتی طور پر بند کردیا جائے ۔

یاد رہے کہ آیت کریمہ : **ومن اظلم** میں مسجدوں سے **ظلما** اور **تخریبا** اللہ کی عبادت سے بغض رکھتے ہوئے روکنے سے منع کیا گیا ہے جبکہ یہاں ہم بالکل اس کے برعکس اللہ کے گھروں کی حفاظت اور مسلمانوں کی جانوں کی امن وعافیت کے لئے اور آئندہ وقت میں اور اچھے انداز اور زیادہ تعداد میں اللہ کے گھر کو آباد و تعمیر کرنے کے لئے منع کرنے کہہ رہے ہیں۔نیز اس آیت سے صورت مسؤلہ میں استدلال اس وجہ سے بھی درست نہیں کہ فقہی قاعدہ ہے کہ " ان النہی عن الشی لایقتضی تعرضا للمنہی "کہ کسی مسجد سے موجودہ حالات میں وقتی طور پر منع کرنا ہرگز اس کی اہانت پر دلالت نہیں کرتا۔

نیز جب اللہ کے نبی ﷺ لوگوں کے ہجوم کرنے اور عبادت کے اس ہجوم کی وجہ سے خراب ہوجانے کے ڈر سے کعبہ کا دروازہ بند کرسکتے ہیں تو پھر اس کورونا وائرس سے بچنے کے لئے جس کے تجمع والی جگہ میں پھیلنے کے زیادہ امکانات بتائے جاتے ہیں خصوصا مساجد جیسی چہار جہت سے مغلق جگہیں جس میں ہوا کی پاسنگ کم ہو، لوگوں کا آپسی قرب ہو، جس میں سانسیں آپس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ٹکراتی ہوں، بدنوں، کاندھوں اور قدموں کا ملاپ ہوتا ہو، ایک ہی جگہ پر مختلف وقت میں ایک سے زیادہ آمیوں کا کھڑے ہونا پایا جاتا ہو، ایک ہی دری یا چٹائی پر سجدے کی جگہ مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کی سانسوں سے نکلے ہوئے جراثیموں کا کافی دیر تک برقرار فعال، متحرک اور زندہ رہتے ہوں اور بہت خطرناک حد تک لوگوں کو متاثر کر سکتے ہوں ایسے جراثیم کے ہجوم کے خوف سے مساجد کو بدرجہ اولی بند کیا جاسکتا ہے۔

اور یوں بھی اللہ رب العالمین نے اپنے گھروں کو ہر طرح کے ارجاس وانجاس سے پاک رکھنے کا حکم دیا ہے، اللہ کا فرمان ہے: "﴿ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ﴿٢٦﴾ "[1] کہ میرے گھر کو طواف کرنے، قیام کرنے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک وصاف کرو" لہٰذا اللہ کے گھروں کی صفائی کا تقاضا ہے کہ اس میں اس وائرس کی گندگی جس سے دیگر مصلین کو تکلیف پہنچ سکتی ہے لے کر لوگ نہ آئے اور چونکہ بلوی عام ہے اور مشب کی غیر مصاب سے تفریق مشکل ہے اس لئے مساجد ہی کو بند کر دیا جائے تاکہ نہ وہ وائرس مسجد میں آسکے اور نہ بعد میں باقی رہ کر مصلین کو لگ کر انہیں اللہ کے گھر سے کسی طرح کی بدگمانی کا شکار کرسکے۔

پھر ایسا بھی نہیں کہ ہم صرف مساجد ہی کو بند کرنے کہ رہے ہیں، نہیں بلکہ جن جن اماکن پر تجمع پایا جاتا ہے ان سبھی کو بلا استثناء بند کیا جانا چاہیے، البتہ چونکہ مساجد کا بدیل گھر موجود ہیں اس لئے انہیں عام لوگوں کے لئے کھولا نہ جائے البتہ بازار، دواخانے وغیرہ کا بدیل نہ ہونے کی وجہ سے ان کو وقتا فوقتا کھولنے کی اجازت دی جانی چاہیے، تاکہ لوگ اپنی ضروریات زندگی خرید

(۱) الحج: ۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکیں، اس پر یہ کہہ کر واویلا نہیں مچانا چاہیئے کہ دیکھیں جی سارے بازار تو کھلے رکھیں ہیں البتہ بس مسجدیں ہی بند کردی ہیں۔

اور اگر مقاصد شریعت کے ناحیہ سے دیکھا جائے تب بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ شریعت انسان پر جبر کرنے اور اسے مقہور کرکے عبادت کروانے کے لئے نہیں آئی ہے، اللہ کا فرمان ہے : " ﴿ مَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡقُرۡءَانَ لِتَشۡقَىٰٓ ۝٢ ﴾ " جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے " بعثت بالحنيفية السمحة " (۱) اسی لئے شریعت نے اپنے مقاصد میں انسان کی عقل ،اس کی عرض وعزت ونسل اور جان کی حفاظت کو عظیم مقاصد قرار دیا، کیونکہ دین دراصل انسانوں ہی کے ذریعہ قائم ہوتا ہے، نہ قرآن خود کسی شکل کو اختیار کرکے آسکتا ہے نہ احادیث رسول ہی کوئی جثہ ہے، اور نہ شعائر وارکان دین ہی کوئی ہیولہ ہے جو کہہ سکے کہ میں دین ہوں ،جی ہاں اسی لئے مسلمانوں کے ابدان کی حفاظت خود دین کی حفاظت ہے۔اس لئے دین کی حفاظت کا تقاضا ہے کہ مساجد کو دین کے لئے جیسے کھولے تھے ویسے دین ہی کے لئے بند بھی کریں، اللہ نیتوں سے بدلے نکال لیتا ہے۔

-----واللہ اعلم بالصواب----

(۱) اخرجہ احمد (۲۶۶/۵) والطبرانی فی "الکبیر" (۷۸۶۸) وصححہ الشیخ الالبانی فی السلسلۃ الصحیحۃ: برقم: ۲۹۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ شیخ سوال یہ تھا کہ ان دنوں سوشل میڈیا پر کورونا وائرس کے خوف سے اجتماعی صلاۃ التوبہ کی کافی پوسٹیں گردش کررہی ہیں، کافی ساری عورتیں بھی گھروں میں اس طرح کی اجتماعی نمازوں کا اہتمام بھی کررہی ہیں تو آخر جاننا یہ تھا کہ اجتماعی صلاۃ التوبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

الجواب بعون الملک الوہاب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ آپ کے ساتھ خیر فرمائے آمین،

اولا : تو یہ جان لیں کہ اللہ رب العالمین نے بندے کی توبہ کے لئے بہت سارے طریقے مشروع فرمائے ہیں تاکہ بندہ اپنی آسانی کے حساب سے ان میں سے جس طریق سے بھی اللہ کی طرف راغب وراجع اور تائب ہوگا اللہ رب العالمین اس کے غرغرے سے پہلے تک ان تمام طرق سے اس کا لوٹنا قبول کرے گا، چنانچہ وہ زبان سے استغفار بھی کرسکتا ہے، ہاتھوں سے صدقہ بھی کرسکتا ہے، اور اعضاء وجوارح سے دو رکعت یا چار رکعت نماز بھی پڑھ سکتا ہے،

ثانیا : اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ صلاۃ التوبہ شریعت میں مشروع ہے، اور اس کی صحت پر امت کے سارے ہی اہل علم کا اجماع ہے، حدیث میں آتا ہے کہ "عن ابي بكر الصديق رضي الله عنه انه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : مامن عبد يذنب ذنبا فيحسن الطهور ثم يقوم فيصلي ركعتين ثم يستغفر الله الا غفرالله له ثم قرا هذه الآية " والذين اذا فعلو ا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفرالذنوب الا الله ولم يصروا على ما فعلوا وهم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يعلمون "[۱] کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس بھی بندے سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اچھی طرح وضوء بنائے، پھر انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے، پھر اللہ سے توبہ و استغفار کرے تو اللہ رب العالمین اسے بالضرور معاف فرمادیتا ہے، اتنا کہہ کر آپ ﷺ نے اللہ کے اس فرمان کی تلاوت کی کہ: مومنوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب بھی ان سے کوئی فحش کام یا ظلم نفس کا صدور ہو جاتا ہے تو وہ اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، اپنی غلطی کے لئے اس سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ ہے بھی کون جو گناہوں کو معاف کردے، اور ان کی یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ وہ جانتے بوجھتے اپنی غلط کاریوں پر ڈٹے نہیں رہتے ہیں۔

ثالثا: البتہ اس نماز کے لئے اللہ کے نبی ﷺ نے جماعت کو مشروع نہیں فرمایا ہے، اسے انفرادی طور پر پڑھنے کی تعلیم دی ہے، یہی بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سابقہ روایت سے معلوم ہوتی ہے اور یہی بات حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوتی ہے جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "(من توضأ فأحسن وضوءه ثم قام فصلى ركعتين أو أربعا (شك أحد الرواة) يحسن فيهما الذكر والخشوع، ثم استغفر الله عز وجل، غفر له)"[۲] لہذا جتنا بتایا گیا ہے، اتنا ہی کرنا چاہئے، اللہ ہم سب کے اعمال قبول فرمائے اور ہمیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور ہماری توبہ کو بھی شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

(۱) رواہ ابوداود ۸۶/۲ برقم: ۱۵۲۱ اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے دیکھیں: صحیح الجامع الصغیر برقم: ۵۷۳۸-۱۸۶۰

(۲) اِخرجہ احمد فی "المسند" (۴۵۰/۶) وصححہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ فی السلسلۃ الصحیحۃ ۱۱۷۷/۷، برقم: ۳۳۹۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رابعا: نیز یہ بھی یاد رہے کہ نوافل دو طرح کی ہیں (۱) ایک وہ جن کے لئے جماعت مشروع کی گئی ہے جیسے کسوف، خسوف، تراویح، استسقاء وغیرہ لہٰذا ان کے لئے جماعت بلاشک بنائی جائے گی، (۲) دوسری وہ نوافل جن کے لئے جماعت کو مشروع نہیں کیا گیا ہے جیسے تحیۃ المسجد، سنن قبلیہ اور بعدیہ، چاشت و ضحیٰ کی نماز، استخارہ کی نماز اور ایسے ہی توبہ کی نماز وغیرہ، لہٰذا ان نمازوں کے لئے جماعت نہیں کی جائے گی، البتہ اگر کبھی اکادمرتبہ ایسا کرلیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، کیونکہ کبھی کبھی نفل نماز کو اللہ کے نبی ﷺ نے بھی جماعت کے ساتھ پڑھا ہے، جیساکہ آپ ﷺ نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے جاکر نفل نماز کی جماعت کروائی تھی [۱] لیکن نفل جماعت بنانے والے کو چاہئے کہ اس جماعت پر مداومت نہ برتے، ورنہ بالیقین بدعت میں واقع ہوجائے گا، یہی بات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ: صلاة التطوع في جماعة نوعان: احدهما: ما تسن له الجماعة الراتبة كالكسوف والإستسقاء وقيام رمضان فهذا يفعل في جماعة دائما كما مضت به السنة. الثاني: ما لا تسن له الجماعة الراتبة كقيام الليل والسنن الرواتب فهذا اذا فعل احيانا جازواما الجماعة الراتبة في ذلك فغير مشروعة بل بدعة مكروهة " [۲]

۔۔۔۔واللہ اعلم بالصواب۔۔۔۔

---

(۱) رواہ البخاری: ۵۹/۲، برقم: ۱۱۸۵

(۲) مجموع الفتاوی لشیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ: ۴۱۴/۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کرونا وائرس جیسی متعدی بیماریوں سے بچنے کیلئے مصافحہ ترک کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟؟

الجواب بعون الملک الوہاب: : جی ہاں کرونا کے مریضوں سے، ایسے ہی جن میں کرونا کا شک یا احتمال ہو ان سے ہاتھ نہیں ملانا چاہیے، یہی تعلیم ہمیں جناب رسول اللہ صل اللہ علیہ و سلم نے دی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مجذوم سے بیعت لیتے وقت مصافحہ نہیں کیا تھا بلکہ صرف زبانی بیعت پر اکتفا کیا تھا، روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہے:

عن عمرو بن الشريد عن أبيهِ قالَ: كانَ في وفدِ ثقيفٍ رجلٌ مجذومٌ، فأرسلَ إليهِ النَّبيُّ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ ارجِع فقد بايعناكَ[۱]

وجہ استدلال: جب اللہ کے نبی صل اللہ علیہ و سلم نے ایسے متعدی مرض یا بعض اقوال کے مطابق متعدی نہیں بلکہ محض موذی مرض والے شخص سے مصافحہ نہیں کیا[۲] جس کے مرض کی علامات واضح تھیں اور بعض قول کے مطابق جس میں محض ایذاء کا پہلو تھا، جسے باآسانی پہچانا بھی جاسکتا تھا، تو کورونا وائرس جیسے متعدی اور نہ نظر آنے اور اپنی علامتوں کے ساتھ کافی طویل عرصے تک پوشیدہ رہنے والے مرض سے یا اس کے مشکوک انسان سے یا محض اس کے خوف سے آپس میں بدرجہ اولی مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔

---

(۱) (اخرجہ مسلم (۲۲۳۱)، والنسائی (۴۱۸۲)، وابن ماجہ (۳۵۴۴) واللفظ لہ، واحمد (۱۹۴۷۴) وصححہ الشیخ الألبانی رحمہ اللہ فی صحیح ابن ماجہ برقم: ۲۸۷۱)

(۲) کیونکہ بعض اطباء کے نزدیک جذام کا مرض متعدی نہیں ہوتا بلکہ اپنے منظر کی کراہت اور اپنی بدبو کی سڈاند کی وجہ سے موذی اور تکلیف دہ ضرور ہوتا ہے اسی لئے بعض اہل علم نے اسے متعدی کہنے کی بجائے موذی شمار کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی قاعدہ : " لاواجب مع الاکراہ "اور " لاواجب مع العجز " اور " قاعدہ " اذا ضاق الامر اتسع "کا تقاضا ہے۔یہی اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان : یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا "[1] کا تقاضا بھی ہے۔

-----واللہ اعلم بالصواب------

سوال : کیا کرونا وائرس کی وجہ سے منہ ڈھاک کر نماز ادا کیجا سکتی ہے ؟؟؟

الجواب بعون الملک الوہاب :

اولا : تو یہ جان لیں کہ اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ مرد و عورت دونوں کے لئے عمومی حالات میں بغیر حاجت چہرہ ڈھاک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے : " عن أبي هريرة، قال: «نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يغطي الرجل فاه في الصلاة» "[2] کہ اللہ کے نبی ﷺ نے آدمی کو منہ ڈھاک کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

ثانیا : البتہ خصوصی حالات اور حاجت کے موقع پر یہ کراہت جسے کراہت تنزیہی بھی کہا جاتا ہے زائل ہو جاتی ہے کیونکہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ " الكراهة تزول بالحاجة " کہ شریعت میں حاجت وضرورت کی وجہ سے کراہت زائل ہو جاتی ہے،

مثلا اگر عورت چہرہ کھول کر نماز پڑھ رہی ہو اتنے میں کوئی اجنبی آ جائے تو پردے کی حاجت پیدا ہو جانے کی وجہ سے عورت کے نماز میں چہرہ چھپانے کی یہ کراہت زائل ہو جائے گی لہٰذا

---

(۱) متفق علیہ

(۲) رواہ ابن ماجۃ: ۱/۳۱۰ وحسنہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ فی صحیح ابن ماجۃ: برقم: ۹۶۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنا چہرہ ڈھانک سکتی ہے، اسی قاعدے پر ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں صحابیات بھی عمل پیرا نظر آتی ہیں، چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے محرم عورت کو چہرہ ڈھانپنے سے منع فرمایا ہے البتہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ طواف کرتے ہوئے اس کراہت وممانعت کے باوجود جب اجنبی مردوں کا ان کے پاس سے گذر ہوتا تھا تو اپنا چہرہ ڈھانپ لیتی تھی روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں": عن عائشة قالت: " كان الركبان يمرون بنا، ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم محرمات، فإذا حاذوا بنا، أسدلت إحدانا جلبابها من رأسها على وجهها، فإذا جاوزونا كشفناه "[۱] "اس روایت کی سند گرچہ صحیح نہیں ہے البتہ اس کی موید حضرت اسماء کی یہ روایت ضرور صحیح ہے کہ "عن أسماء قالت: كنا نغطي وجوهنا من الرجال، وكنا نمتشط قبل ذلك في الاحرام [۲]"

لہٰذا مذکورہ بالا قاعدے کے حساب سے جیسے عورت کے لئے نماز اور حج وعمرہ میں حاجت ہونے پر چہرہ ڈھانکنے کی کراہت زائل ہو جاتی ہے ایسے ہی نماز کی حالت میں کورونا کی وجہ سے مرد وعورت دونوں کے حق میں چہرہ ڈھانکنے کی کراہت بھی زائل ہو جائے گی، اور دونوں کو اس حاجت ملحہ کے لئے نماز میں اپنا منہ ڈھکنے کی اجازت ہو گی۔

ثالثا: یہ بھی یاد رہے کہ خصوصا نماز میں چہرہ ڈھاکنے کی ممانعت مقصود لذاتہ نہیں ہے بلکہ مقصود لغیرہ ہے، چنانچہ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ اس ممانعت سے متعلق فرماتے ہیں کہ: "لان ستر الوجه يخل بمباشرة المصلى بالجبهة والانف ويغطى الفم" کہ نماز میں

(۱) رواہ ابوداود: ۱۶۷/۲ برقم: ۱۸۳۳

(۲) رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ: ۲۰۳/۴ برقم: ۲۶۹۰ قال الأعظمی: إسنادہ صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہرہ ڈھانپنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ ایسا کرنے سے انسان ڈائرکٹ اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر نہیں رکھ پاتا اور منہ (جس سے اذکار کرنے ہوتے ہیں) اسے کھول نہیں پاتا بلکہ اسے بند کردیتا ہے۔ پس واضح ہوا کہ یہ ممانعت سد ذریعہ کے طور پر ہے اور شریعت کے جو مناھی سد ذریعہ کے طور پر ہوں ان کے سلسلے میں قاعدہ ہے کہ " ماحرم لسد الذرائع فانه يباح للحاجة والمصلحة الراجحة " کہ جو سد ذریعہ کے لئے ممنوع ہو وہ حاجت و مصلحت راجحہ کے لئے مباح ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کورونا کی وجہ سے نماز میں چہرہ ڈھانپنے کو بھی مصلحت راجحہ اور حاجت ملحہ کی وجہ سے مباح قرار دیا جائے گا۔

۔۔۔۔۔۔واللہ اعلم بالصواب۔۔۔۔۔

سوال : کرونا وائرس کو گالی دینا یا برا بھلا بولنا کیسا ہے ؟

الجواب بعون الملک الوہاب: اولا : تو مومن یوں بھی رفیع الخلق ہوتا ہے، لعن طعن کرنے، گالیاں دینے اور سب و شتم کرنے والا نہیں ہوتا[۱]، گالیاں دینا بد خلقی کی پہچان، نفاق کی علامت اور منافقوں کا کام ہے[۲]

ثانیا : اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے کسی بھی چیز کو گالیاں نہ دینے کا عہد لیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت جابر ابن سلیم رضی اللہ کہتے ہیں کہ " عن أبي جري جابر بن سليم، قال قلت: اعهد إلي، قال: «لا تسبن أحدا» قال: فما سببت بعده حرا، ولا عبدا، ولا بعيرا، ولا شاة "[۳] کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے کہا کہ مجھ سے عہد لیں تو آپ نے مجھ عہد لیتے ہوئے کہا کہ کبھی کسی بھی چیز کو گالی مت دینا، چنانچہ اس کے بعد سے

(۱) الترمذی : ۳۵۰/۴ برقم : ۱۹۷۷
(۲) صحیح بخاری : ۱۳۱/۳ برقم : ۲۴۵۹
(۳) رواہ الامام ابوداود فی سننہ ۵۶/۴ وصححہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ فی صحیح ابی داود برقم : ۴۰۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنی زندگی میں آزاد، غلام، اونٹ، بکری کسی کو بھی کوئی گالی نہیں دی۔اس لئے مومن کو عمومی حالات میں بھی کسی چیز کو گالی نہیں دینی چاہئے۔

ثالثا: ان سب سے بڑھ کر اللہ کے نبی ﷺ نے امراض چاہے وہ کورونا وائرس ہو یا دنیا کا کوئی بھی مرض ہو اس کو گالی، دینے، برا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے سے منع فرمایا ہے ":

((لا تسبي الحمى؛ فإنها تذهب خطايا بني آدم، كما يذهب الكير خبث الحديد))[۱] کہ بخار کو گالیاں نہ دو، اس لئے کہ یہ بنی آدم کی خطاؤں کو ایسے ہی مٹا دیتا ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کا زنگ اتار دیتی ہے۔

وجہ استدلال: اللہ کے نبی ﷺ نے مرض کو گالی نہ دینے کی یہ علت بیان کی کہ وہ ایک مفید چیز ہے جو انسان کے گناہ دھل دیتی ہے، چنانچہ مفید چیز کو گالی نہیں دینی چاہئے، بالکل یہی فائدہ مرغ کو گالی نہ دینے والی روایت سے اخذ کرتے ہوئے حلیمی فرماتے ہیں کہ: "يؤخذ منه أن كل من استفيد منه الخير لا ينبغي أن يُسب"[۲] کہ جس بھی چیز سے فائدہ ہو اسے گالی دینا صحیح نہیں ہے، چنانچہ امراض کا فائدہ بیان کرتے ہوئے امام زین الدین عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "إنما جعلت الحمى حظ المؤمن من النار؛ لما فيها من الحر والبرد المغير للجسم، وهذه صفة جهنم؛ فهي (أي الحمى) تكفر الذنوب فتمنعه من دخول النار"؛[۳] کہ بخار کو مومن کے لئے جہنم کا نصیبہ قرار دیا گیا کیونکہ اس میں انسانی جسم کو لاغر کردینے والی سردی و گرمی ہوتی ہے، اور یہی جہنم کی آگ کا کام ہے، چنانچہ وہ کام جو آخرت میں جہنم کی آگ کو کرنا ہے مومن کے حق میں وہی کام بخار کردیتا ہے، اس کے گناہ ختم

---

(۱) رواہ مسلم؛ برقم: ۲۵۷۵

(۲) انظر فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر: (۶/۳۵۳)

(۳) (الموسوعۃ الفقہیۃ: ۲۴/۱۴۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیتا ہے، لہٰذا اس کے جہنم میں داخل ہونے کی حاجت نہیں باقی رہ جاتی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ امراض بھی اخروی ناحیہ سے مفید چیز ہیں لہٰذا انہیں گالی نہیں دینا چاہیئے۔

رابعا: موجودہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کورونا مرض میں مبتلا ہو کر مرنے والا طاعون میں مرنے والے کی طرح شہید شمار کیا جائے گا، اور شہادت مومن کے حق میں بہت بڑی رحمت اور بڑا فائدہ ہے، لہٰذا کورونا کو بدرجہ اولی گالی نہیں دی جانی چاہیئے۔

خامسا: اللہ رب العالمین نے مومنوں کو پہلے ہی بتلادیا ہے کہ اللہ انہیں جسم وجان اور مال واولاد میں آزمائے گا اوران آزمائشوں کی نوعیت بھی اللہ نے بتا کر اس پر صبر کی تلقین کر دی ہے اللہ کا فرمان ہے: " ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ ﴾ "[1] اب اس صراحت کے باوجود کوئی امراض واوبئہ پر غصہ ہوتا، انہیں لعن طعن کرتا اور گالیاں بکتا ہے تو اسے اپنی کمزوریٔ اسلام پر افسوس کرنا چاہیئے، اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہیئے، اور اللہ کی تقدیر کی اچھائی اور برائی پر اپنے ایمان کو تازہ کرنا چاہیئے۔

-----واللہ اعلم بالصواب-------

(۱) البقرہ: ۱۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: شیخ اس کورونا وائرس کے بارے میں لوگ مختلف طرح کی باتیں کررہے ہیں اور چین اور امریکہ وغیرہ کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کررہے ہیں کہ گویا وہی ساری بیماریوں کے پیدا کرنے اور ان کے علاج ڈھونڈنے والے ہیں ،اس بیماری کو امریکہ کی سازش بتا رہے ہیں

اور کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے یہ وباء دنیا کی آبادی کم کرنے کے لئے پھیلائی ہے اور ایک ملین لوگوں کو مارنا ان کا ٹارگیٹ ہے وغیرہ وغیرہ ،اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟؟؟

الجواب بعون الملک الوہاب: یہ آپ نے بڑے نکتے کی بات کی طرف اشارہ کیا ہے ،اللہ آپ کو برکت دے ،ان دنوں لوگ امریکہ اور چائنا وغیرہ دول متطورہ کی بہت واہ واہی کرتے اور انہیں ہر ہر چیز پر حاکم ،متسلط اور قابض سمجھتے ہیں ،اور یہ خیال لوگوں میں اس حد تک گھر کر گیا ہے کہ وہ دنیا کے ہونے والے ہر چھوٹے بڑے حادثے کے پیچھے بس انہیں کا ہاتھ دیکھتے ہیں جیسا کہ کورونا وائرس کے سلسلے میں آپ نے عرض کیا ،اور یہ بات ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آتی کہ اس طرح کا عقیدہ رکھ کر وہ کہیں نہ کہیں مشیئت الٰہی کے عقیدے میں رخنہ اندازی کے شکار ہورہے ہیں ،ایک مومن ہونے کے ناطے کسی بھی امر عام وخاص کے ظہور پذیر ہونے پر کسی مخلوق کے ہاتھ سے پہلے ہمارے دل میں یہ اعتقاد وخیال ہونا چاہئے کہ دنیا میں جو بھی کچھ اچھا یا برا ہورہا ہے وہ اللہ کی مشیئت ہی سے ہورہا ہے ،اور اللہ کی مشیئت کے بالمقابل یہ ساری دول عاجز ومجبور اور لاچار ہیں اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾[1] کہ اللہ کے چاہے بغیر تم انسانوں کی کوئی مرضی چلنے والی نہیں ،اور اللہ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ۝٤٩﴾ کہ ہر چیز

---

(۱) التکویر: ۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقدیر کے مطابق ہوتی ہے اور آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ " :إن أول ما خلق الله القلم فقال له: اكتب مقادير كل شيء حتى تقوم الساعة. "[۱] کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا پھر اس کو لکھنے کا حکم دیا تو قلم نے پوچھا کہ اللہ کیا لکھوں تو اللہ نے فرمایا کہ قیامت تک ہونے والی ساری اشیاء کی تقدیر لکھ ۔ایسے ہی جب اللہ کے نبی ﷺ سے لوگوں کے اعمال کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ آخر لوگ جو بھی اچھا یا برا کرتے ہیں وہ کیا پہلے سے لکھا ہوا ہے یا انسانوں کے کرنے کے بعد لکھا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ نہیں اللہ سب کچھ پہلے لکھ چکا ہے، روایت کے الفاظ ملاحظہ کریں " قيل: يا رسول الله العمل فيما جف به القلم وجرت به المقادير أم في أمر مستقبل؟ قال: بل فيما جف به القلم وجرت به المقادير، وكل ميسر لما خلق له "[۲]

اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی توحید کی حفاظت کریں اور ان مٹی کی مورتوں کو زیادہ اہمیت دینا اور کرتا دھرتا سمجھنا بند کریں،اور ان سے قطعی نہ ڈریں کہ یہ کورونا اور ھانٹا وائرس وغیرہ کے ذریعہ آپ کو نقصان پہنچا دیں گے، یاد رکھیں کہ ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ " عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: «احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده أمامك، تعرف إلى الله في الرخاء يعرفك في الشدة، واعلم أن ما أصابك لم يكن ليخطئك، وما أخطأك لم يكن ليصيبك، واعلم أن الخلائق لو اجتمعوا على أن يعطوك شيئا لم يرد الله أن يعطيك لم يقدروا عليه، ولو اجتمعوا أن يصرفوا عنك شيئا أراد الله أن يصيبك

(۱) رواہ الامام ابو داود: ۲۲۵/۱ برقم: ۴۷۰۰ وصححہ الشیخ الالبانی بنفس الرقم۔
(۲) رواہ ابن ماجۃ: ۳۵/۱ برقم: ۹۱ صححہ الشیخ الالبانی فی صحیح ابن ماجۃ بنفس الرقم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

به لم يقدروا على ذلك، فإذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله، واعلم أن النصر مع الصبر، وأن الفرج مع الكرب، وأن مع العسر يسرا، واعلم أن القلم قد جرى بما هو كائن» "[1] حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے بچے اللہ کے فرائض واوامر اور حدود ونواہی کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ کی شریعت کی پابندی کرو اللہ کو ہمیشہ اپنی مدد کے لئے حاضر پاؤگے، آسانی وفراخی میں اللہ کو خوب یاد کرو اللہ سختی، مصیبت اور پریشانی میں تمہیں یاد رکھے گا، اور جان لو کہ جو تمہیں لاحق ہو گیا وہ کبھی بھی تم سے چھوٹنے والا نہیں تھا اور یہ بھی جان رکھو کہ جو تم سے چھوٹ گیا وہ کبھی بھی تمہیں ملنے والا نہ تھا، اور یاد رکھو اگر سارے جہان کی مخلوق مل کر بھی تمہیں کچھ دینا چاہے پر اللہ اسے نہ دینے پر مصر ہو تو یہ ساری مخلوق بھی مل کر تمہیں وہ چیز دلا نہیں سکتی، اور یاد رکھو کہ اگر ساری مخلوق مل کر تمہیں کسی امر سے بچانا چاہے جبکہ اللہ اسے تمہیں پہچانا چاہتا ہو تو ساری دنیا مل کر اس چیز کو تم سے دور نہیں کر سکتی، اور جب بھی مانگو اللہ ہی سے مانگنا اور جب کبھی مدد طلب کرنی ہو گی اللہ ہی سے مدد طلب کرنا اور جان رکھو صبر میں کامیابی ہے، تکلیف کے ساتھ کشادگی ہے تنگی کے ساتھ آسانی ہے اور کبھی نہ بھولو کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ نے پہلے ہی لکھ دیا ہے"۔

لہٰذا اللہ پر بھروسہ رکھیں، غم نہ کریں، جو شرعی وطبّی اسباب ہیں انہیں اختیار کریں، اور یقین رکھیں کہ آپ کے حق میں جو بھی ہوگا وہ بہتر ہی ہوگا، کیونکہ اللہ کا معاملہ بندے کے ساتھ اس کے ظن کے مطابق ہی ہوتا ہے[2]، اگر اللہ کے بارے میں اچھا گمان ہو تو اچھا ہی ہوتا ہے اور

---

(۱) رواہ الحاکم فی المستدرک: ۶۲۴/۳ برقم: ۶۳۰۴

(۲) رواہ البخاری: ۱۲۱/۹ برقم: ۷۴۰۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاذاللہ برا گمان ہو تو اللہ کا معاملہ اس کے گمان ہی کے مطابق ہوتا ہے، اللہ ہم سب کے ساتھ خیر فرمائے اور ہمیں اللہ سے اچھا گمان رکھنے کی توفیق بخشے آمین۔

۔۔۔واللہ اعلم۔۔۔۔۔۔۔

سوال: شیخ سوال یہ ہے کہ کیا سورہ مزمل کو مندرجہ ذیل طریقے پڑھنے پر کورونا دور ہوجائے گا؟ اور اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟؟

میسیج کچھ اس طرح ہے:

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

تمام علماء کرام اور حفاظ کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ کل صبح ۰۰:۱۰ بجے سورہ مزمل کی ۸۰ مرتبہ پڑھنی ہے جس کی ترتیب یہ ہے پہلے چالیس مرتبہ پڑھنی ہے پھر گھر کی کھڑکی میں سے یا چھت پر کھڑے ہو کر آسمان کی طرف دیکھ کر پھونکنا ہے اور پھر اللہ تعالی سے جو اس وقت حالات بنے ہوئے ہیں اس حالات سے نجات اور وائرس سے نجات کی دعا مانگنی ہے پھر اس کے بعد دوبارہ ۴۰ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھنی ہے اور اور پھر کھڑکی میں سے یا چھت پر کھڑے ہو کر آسمان کی طرف دیکھ کر پھونک مارنا ہے اور پھر اللہ تعالی کی بارگاہ میں حالات حاضرہ میں جو پریشانی آئی ہوئی ہے اور جو وائرس پھیلا ہوا ہے اس سے نجات کی دعا مانگنا ہے یہ عمل حضرت مولانا سجاد نعمانی دامت برکاتہ نے حضرت مولانا اشفاق الرحمان صاحب اندور والوں کو فون پر بتلایا اور مولانا کے ذریعہ سے یہ عمل آگے بڑھانے کو کہا گیا اور اگر یہ عمل عوام الناس میں سے بھی کوئی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے مختصر سا وقت لگے گا لیکن امید ہے انشاء اللہ حضرت کا یہ بتایا ہوا عمل مجرب ثابت ہوگا اور دنیا میں پھیلی ہوئی تمام آفات اور مصیبتوں کو خاتمے کا ذریعہ بنے گا اور حضرت نے یہ بھی کہا ہے علماء کرام اور حفاظ کرام یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوام الناس میں سے اس عمل کو کرنے کے بعد حضرت تک اس کی کار گزاری بھی پہنچائی جائے کہ یہ عمل کتنے افراد نے صبح دس بجے کیا ہے تو جو حضرات اس عمل کو کرلیں تو اس کے بعد بطور کار گزاری کے براہ راست حضرت سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں یا مولانا اشفاق الرحمان صاحب اندور کو اطلاع دے دیں وہ حضرت تک یہ کار گزاری پہنچا دینگے۔

وقت کا خیال رہے صبح ۱۰ بجے

درخواست کنندہ پیر طریقت حضرت مولانا سجاد نعمانی دامت برکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب: جی نہیں، سورہ مزمل کی ایسی کوئی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے، اور نہ سلف میں سے کسی نے ہی اسے وبائی امراض کے بھگانے کا مجرب نسخہ بتایا ہے، نیز مندرجہ ذیل عمل اس قسم کے امراض میں بتائے گئے ہدی نبوی سے قطعی میل نہیں کھاتا، بلکہ اسے سورہ کی تعیین، مرض کی تعیین، وقت کی تعیین، پڑھنے والے اشخاص کی تعیین، سورہ کو کتنی تعداد میں پڑھنا ہے اس کی تعیین، سورت سے پہلے اور بعد کے عمل کی تعیین، مقام اور جگہ کی تعیین اور کیفیت کی تعیین (گھر یا اس کی چھت پر کھڑکی کے سامنے، آسمان کی طرف منہ کرکے) وغیرہ تحدیدات کے ساتھ انجام دینا دین اسلام میں قبیح ترین بدعت ہے، اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان "كل بدعة ضلالة" میں داخل ہے، یہ عمل اپنے کرنے والے کے ساتھ اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان "من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد" کے تحت مردود اور ناقابل قبول ہے، اور اس قسم کی بدعتوں کے ذریعہ یہ وباء دور تو نہیں ہوگی البتہ اس میں اضافہ ضرور ہو جائے گا جیسا کہ ماضی میں کئی مرتبہ ایسا ہو بھی چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ اس وباء کو ہٹانا ہی چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اللہ کی طرف صدق دل سے رجوع ہوں، ساری ظاہری و باطنی معصیتوں سے توبہ کریں، شرک کو چھوڑیں، بدعتوں پر لعنت بھیجیں، اس سے برات کا اظہار کریں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کماحقہ ادائیگی کریں، کتاب وسنت اور صحیح منہج سلف کو اختیار کریں، صبر کریں، اللہ سے احتساب کی امید رکھیں، اچھا گمان رکھیں اور کثرت استغفار اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو لازم پکڑیں صبح وشام کے اذکار کی پابندی کریں، نجات کی دعاء کریں اور قبولیت کا یقین رکھیں۔

۔۔۔۔۔۔واللہ اعلم بالصواب۔۔۔۔۔

سوال: شیخ کورونا وائرس کی وجہ سے کیا گھر میں جمعہ کی نماز ادا کی جا سکتی ہے اور کیا خطبہ پڑھا جا سکتا ہے کیونکہ کچھ لوگ دلیل دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے چالیس کی تعداد مشروط نہیں اگر دو آدمی ہو تو بھی جمعہ ہو سکتا ہے، صحیح بات کیا ہے، رہنمائی کریں؟

الجواب بعون الملک الوہاب: جی نہیں گھر پر جمعہ کی نماز اور خطبہ نہیں پڑھا جاسکتا، کیونکہ

اولا: تو جمعہ اسلام کا شعیرہ ظاہرہ ہے، جس کا بروز، اظہار اور وضوح ضروری ہے، جس کی عادت پر بچہ جوان ہوتا، بہرا، گونگا جسے دیکھ کر اس کا اندازہ لگاتا، اور بوڑھے جسے دیکھ کر جیتے ہیں،، جس طرح سالانہ عید ظاہر العیان ہوتی ہے، اس کا صدقۃ الفطر گندم جو کھجور کی شکل میں ظاہر وباہر ہوتا ہے، اس کی قربانی بھیڑ، بکری، دنبے، اونٹ اور گائے کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے ایسے ہی جمعہ ہفتہ کی عید ہے چنانچہ اسے بھی اپنی پہچان میں چمکتا دمکتا ہونا چاہیئے۔

ثانیا: جمعہ کی نماز کے لئے امن عام کا وجود مشروط ہے، چاہے وہ صحت وبدن کا امن ہو یا طرق وراستے کا امن ہو چنانچہ اس اشتراط کو اللہ کے فرمان میں ملاحظہ کریں، اللہ رب العالمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے: " ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ ﴾ "[1] کہ اے ایمان والو، جب جمعہ کی نماز کے لئے نداء دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

وجہ استدلال: غور کریں اللہ رب العالمین نے جب نداء کا جواب دینے کا حکم دیا تو انسانوں کے شغل کی کیفیت کیطرف بھی اشارہ فرمایا ہے، وہ اس طرح کہ اس وقت امن عام کی وجہ سے لوگ اپنی تجارت وکاروبار میں لگے ہوئے ہوں، اور کثرت امن کی وجہ سے گھروں کے باہر اسواق میں ان کا تجمع لگا ہوا ہو، ایسے ہی جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ ان کاموں کیطرف لوٹ کر فضل الہی کی تلاش پر اللہ کے ابھارنے میں بھی اسی امن عام کے توفر کا اشتراط پوشیدہ ہے، جبکہ موجودہ حالات میں کورونا کے شدید خطرے کی وجہ سے لوگوں کا گھروں کے باہر نکلنا مشکل ہو گیا ہے، ایسے میں عدم استطاعت کی وجہ سے ان پر سے تکلیف جمعہ بھی ساقط ہو جائے گی۔

ثالثا: مذکورہ بالا آیت پر غور کریں تو اللہ رب العالمین نے اس میں جمعہ کی نماز کے لئے ایک اور چیز کو ضروری قرار دیا ہے وہ ہے " سعی " یعنی گھروں سے نکل کر اللہ کے گھر کی طرف جانا " یہ بات اللہ کے فرمان " **فاسعوا** " سے پتہ چلتی ہے۔ اس کی مزید تائید جناب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے جس کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے وہ

---

(۱) الجمعہ: ۰۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: :رواح الجمعة واجب على كل محتلم "[1] کہ جمعہ کو گھر سے نکل کر جانا ہر بالغ پر واجب ہے۔

جبکہ موجودہ کورونا کی وباء کے عام ہونے اور حکومتوں کی طرف سے جبری اقامت کے حالات میں اس فعل سعی ورواح کا حصول نہیں ہو پاتا، اس لئے جمعہ کا حصول مشکل ہے ، کیونکہ " سعی الی بیت اللہ اور رواح " وسیلہ ہے اور اگر وسیلہ نہ پایا جائے تو غایہ کا حصول بدرجہ اولی ناممکن ہوگا۔

رابعا: یہاں مسئلہ چالیس آدمیوں اور دو آمیوں کا نہیں ہے، جمعہ تو راجح قول کے مطابق دو آدمیوں کے ذریعہ بھی قائم ہو جائے گا البتہ سوال اور قابل حل بات یہ ہے کہ آخر دو ہی آدمی کیوں نہ ہو ان کے ذریعہ جمعہ قائم کہاں ہوگا گھر یا مسجد؟، اگر بات مسجد کی ہوتی تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا، البتہ بات اس کے گھر پر قیام کی ہے، گھر پر پچاس آدمی بھی کیوں نہ ہو اس کا قیام محظور وممنوع ہے کیونکہ طول طویل تاریخ اسلامی میں کہیں بھی اور کبھی بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا، نہ قرآن میں، نہ حدیث میں، نہ اقوال صحابہ وسلف میں، اسی لئے گھر میں اس کا قیام سراسر ناجائز اور دین میں نیا کام ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

خامسا: لہٰذا جہاں بھی کورونا کی ہنگامی صورت حال ہو ان پر سے جمعہ ساقط ہو جائے گا، کیونکہ قاعدہ ہے کہ: " درء المفاسد مقدم على جلب المصالح "کہ مفاسد کا دفعیہ مصالح کے حصول پر تقدم رکھتا ہے، ایسی صورت میں انہیں چاہئے کہ جماعت کے ساتھ ظہر کی چار رکعت نماز اداء کریں۔

---

(۱) صحیح ابی داود للالبانی ـالام: ۲/۱۷ برقم: ۳۴۰ و صحیح وضعیف سنن النسائی: ۱۵/۴ برقم: ۱۳۷۱ قال الالبانی: صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سادسا: مایوس نہ ہوں، اللہ کی ذات پر یقین رکھیں کہ اللہ آپ کے جمعہ کا ثواب ضائع نہیں فرمائے گا بلکہ آپ کو جمعہ کا پورا ثواب ملے گا کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ: اذا مرض العبد او سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيما صحيحا "[1]

----واللہ اعلم بالصواب-------

سوال: ہم کورونا وائرس کی وجہ سے گھر میں باجماعت نماز ادا کر رہے ہیں، ہمیں یہ جاننا ہے کہ آخر جب ہم گھر میں نماز پڑھیں تو صفوں کی ترتیب کیا ہونی چاہئے؟؟

الجواب بعون الملک الوہاب: گھر میں بھی صفوں کی ترتیب وہی ہوگی جو مسجد میں ہوا کرتی ہے،

(۱) چنانچہ اگر گھر میں صف بنانے والے صرف دو افراد ہیں تو چاہے دونوں بڑے ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک نابالغ ہو بہر صورت دونوں ایک ساتھ صف لگائیں گے، امام بائیں جانب اور مقتدی امام کی داہنی جانب برابر میں کھڑا ہوگا، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے کہ "باب يقوم عن يمين الامام بحذائه سواء، اذا كانا اثنين "اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت لائے ہیں جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اپنی خالہ حضرت میمونہ کے گھر جناب رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا واقعہ منقول ہے، جس میں خود ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی ہے کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کے پہلو میں لگے تھے۔

---

(۱) رواہ البخاری: برقم: ۲۹۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ : امام بخاری رحمہ اللہ کے اس روایت کو صف بندی کی ترتیب کے بیان میں لانے سے جہاں صف بندی کا طریقہ بتانا مقصود ہے وہیں ترتیب صف والے اس قول پر رد بھی مقصود ہے جس کے مطابق بچوں کی علیحدہ صف ہونی چاہئے ۔اس قول والوں نے اپنے موقف کی تائید کے لئے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل روایت سے استدلال کیا ہے:

ابو مالک الاشعری کہتے ہیں کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صل اللہ علیہ و سلم کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ پھر کہنے لگے کہ اللہ کے نبی صل اللہ علیہ و سلم نے نماز کھڑی کرنے سے پہلے صفین لگوائی، چنانچہ پہلے مردوں کی صف لگائی، پھر بچوں کی صف لگائی پھر انہیں نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ اسی طرح میری امت کی نماز ہونی چاہیے [1]

(واضح رہے کہ کہ بچوں کے پیچھے عورتوں کی صف ہوا کرتی تھی) اس روایت کی بنیاد پر فقہائے کرام نے یہ بات کہی ہے کہ پہلے مردوں کی صف لگنی چاہیے پھر بچوں کی پھر عورتوں کی، اور اس عمل کو ابن قدامہ رحمہ اللہ نے مغنی میں، ابن عثیمین رحمہ اللہ نے الشرح الممتع میں، امام نووی رحمہ اللہ نے مہذب کی شرح مجموع میں مستحب قرار دیا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اللہ کے نبی صل اللہ علیہ و سلم سے صفوں کی ایسی ترتیب جس میں بچوں کی صف مردوں سے الگ لگتی ہو ثابت نہیں ہے کیونکہ فقہاء نے حضرت ابومالک کی جس روایت کی بنیاد پر یہ بات کہی ہے وہ ضعیف ہے. لہٰذا بچوں کی خصوصی صف والی بات محل نظر ہے.

([1]) ابوداؤد، ضعفہ الشیخ الألبانی فی ضعیف ابی داؤد برقم: ۱۰۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ بچوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ کے پیچھے دیگر مردوں کے ساتھ صف لگانا ثابت ہے، اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے بچے صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ کی روایت لائی ہیں، لہٰذا بچے مردوں ہی کی صف میں لگیں گے۔

(۲) اور اگر نمازیوں کی تعداد دو سے زیادہ ہے، ساتھ ہی عورتیں بھی ہیں تو پہلے امام آگے کھڑا ہوگا پھر اس کے پیچھے مردوں کی صف ہوگی جس میں شباب واطفال یکساں شامل ہونگے پھر ان کے پیچھے عورتوں کی صف لگائی جائے گی یہی بات صحیحین کی اس روایت سے پتہ چلتی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ "صففت انا والیتیم وراءہ والمرأۃ خلفنا"[۱] کہ میں نے اور ایک بچے نے مل کر اللہ کے نبی صل اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف لگائی اور عورت نے ہمارے پیچھے صف لگائی۔اور اسی ترتیب سے اللہ کے نبی ﷺ مردوں اور عورتوں کی صف لگایا کرتے تھے۔

-------واللہ اعلم بالصواب------

سوال: کرونا وائرس کو دفع کرنے کے لئے رات دس بجے گھر کی چھت پر چڑھ کر باآواز بلند اللہ اکبر اللہ الا الہ الا اللہ کہنا یا اذان دینا کیسا ہے ؟؟؟

الجواب بعون الملک الوہاب: کورونا بیماری کو دفع کرنے یا اس جیسی دیگر بیماریوں، آفتوں اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے کتاب اللہ اور صحیح سنت رسول اللہ ﷺ میں کہیں بھی اس طرح مخصوص وقت میں اذان دینے، یا اجتماعی تسبیح پڑھنے کو سبب نہیں بتایا گیا ہے، بلکہ اس طرح اپنی من مرضی سے حسی ومعنوی اسباب کا پیدا کرلینا آدمی کو شر میں مبتلا کرسکتا ہے

---

(۱) (ارواء الغلیل: برقم:: ۵۴۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

،شریعت کا قاعدہ ہے: جعل السبب مالیس بسبب شرك اصغر "یہ قاعدہ گرچہ مصائب کے دفعیہ کے لئے حسی اسباب بنانے والوں کے لئے ہے البتہ صورت مسوولہ جیسا معنوی سبب بنانا بھی اس میں اس ناحیے سے داخل ہو سکتا ہے کہ یہ سبب دین میں بدعت ایجاد کرنا ہے اور بدعت کا ایجاد کرنے والا خود کو شریعت سازی میں اللہ کا شریک بناتا ہے، لہٰذا وہ اپنے اس فعل کی وجہ "شرک فی حق التشریع "کا شکار ہو جاتا ہے،اور ایسے لوگوں کے شرک کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے: ﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُاْ شَرَعُواْ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ ٱلْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْۗ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ ﴾ کہ کیاان کے شرکاء ہیں جو ان کے لئے ان چیزوں کی شریعت سازی کرتے ہیں جن کی اللہ نے قطعی اجازت نہیں دی ہوتی ہے،اگر فیصلہ کی گھڑی مقرر نہ ہوتی تو ضرور انہیں تباہ کر دیا جاتا،اور بے شک ظالموں کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لہٰذا لوگوں کو اللہ کے قرب یا اس کی رحمتوں کے حصول کے لئے جلد بازی یا من مانی نہیں کرنی چاہئے اور مندرجہ ذیل قاعدے پر عمل پیرا ہونا چاہئے "لاتستنزل رحمات الله الا بمرضاته "ان شاءاللہ ان کی مراد بر آئے گی۔اس کے علاوہ جتنے طریقے اختیار کئے جائیں گے ان سب کے ذریعہ "لایزدادون بها الا من الله بعدا وبسخط الله قربا" وہ اللہ سے دور اور اس کے غضب سے قریب ہوتے چلے جائیں گے۔

-------واللہ اعلم بالصواب-------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کرونا وائرس سے مرنے والے کو جلانا جائز ہے؟

الجواب بعون الملک الوہاب: دیکھیں جی، ابن آدم کے حق میں عموماً اور مسلمانوں کے حق میں خصوصاً سنت آدم علیہ السلام یہی ہے کہ وہ اپنی میت کو انتہائی احترام کے ساتھ دفن کریں جیساکہ حدیث نبوی ﷺ اس پر دلالت کرتی ہے، "فعن أبي بن كعب، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " لما توفي آدم غسلته الملائكة بالماء وترا وألحدوا له وقالوا: هذه سنة آدم في ولده "(۱) اسلام تکریم کے باب میں میت کے ساتھ زندوں جیسا ہی سلوک روا رکھنے کی تعلیم دیتا ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے اپنے فرمان ": (كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا)(۲) میں مردے کے ساتھ بغیر حاجت وسبب ہر طرح کے تعرض اور چھیڑ چھاڑ سے منع فرمایا ہے، بلکہ انسانی میت کو تو خصوصی طور پر آگ کے ذریعہ جلانے سے منع فرمایا، اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب زنادقہ کو شرک وارتداد کے سبب جلایا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نکیر کی روایت کے الفاظ ملاحظہ کریں: إنّ عليًا حرّق قوماً، فبلغ ابنَ عباس فقال: لو كنتُ أنا لم إحرّقهم؛ لأنّ النّبيَّ صلى الله عليه وسلم قال (لا تعذّبوا بعذاب الله) ولَقتلتُهم كما قال النّبيُّ صلى الله عليه وسلم: (مَن بدّل دِينَهُ فَاقتُلوهُ).(۳) الغرض مردے کو جلانا غیر شرعی امر ہے جس سے حتی المقدور اجتناب کرنا چاہیے۔

البتہ اگر میت کرونا، ایبولا، وغیرہ جیسی کسی متعدی بیماری کا شکار ہو اور معتبر اطباء یہ فیصلہ دیں کہ اس کے دفنانے سے یہ وباء عام ہو سکتی اور کئی زندے افراد کے لقمہ اجل بننے کا سبب

---

(۱) رواہ الحاکم فی مستدرکہ: ۵۹۵/۲ برقم: ۴۰۰۴ وصححہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ فی الجامع الصغیر: ۹۲۴/۲ برقم: ۵۲۰۴

(۲) رواہ ابو داود: ۲۱۲/۳ برقم: (۳۲۰۷) صححہ الشیخ الالبانی بنفس الرقم

(۳) رواہ البخاری برقم: ۲۸۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتی ہے تو جس طرح حاجت وضرورت اور مجبوری کی وجہ سے میت کے جسم کے ساتھ پوسٹ مارٹم، طبّی چیر پھاڑ، کسی زندے محتاج کے حتمی یا متیقن فائدے کے لئے اس کا، دل، گردے اور آنکھ نکالنے جیسے جزوی تصرف کئے جا سکتے ہیں ایسے ہی متعدی بیماری جیسی مجبوری کی وجہ سے جسم کو جلانے کا کلی تصرف بھی ہو سکتا ہے، نیز قاعدہ: الضرورات تبيح المحظورات "اور قاعدہ " درء المفسدة اولى من جلب المصلحة "اور قاعدہ " مصلحة الجماعة مقدمة على مصلحة الفرد " اور قاعدہ " مصلحة الحی مقدمة على مصلحة الميت " وغیرہ کی وجہ سے بھی ایسا کرنا جائز ہوگا۔

--------واللہ اعلم بالصواب----

سوال: کرونا وائرس کی وجہ سے مسجد میں ایک فٹ ایک فٹ کے فاصلے سے صف لگانا کیسا ہے؟؟ کیونکہ ان دنوں ہم نے فوٹو بھی دیکھی اور ویڈیو بھی کہ لوگ ایک دوسرے کے بیچ کافی فاصلہ رکھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ کیا یہ صحیح فعل ہے؟

الجواب بعون الملك الوہاب: دیکھیں اس میں کوئی شک نہیں کہ عام حالات میں صفوں کی درستگی واجب ہے، اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے" «لتُسَوُّن صفوفكم أو ليخالفن الله بين وجوهكم»"[1] صحابہ کا عمل بھی ہے: "قال النعمان بن بشير رضی الله عنه: فلقد رأيت الرجل منا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وكعبه بكعبه "[2] اسی

(۱) رواہ البخاری: ۱/۱۴۵، برقم: ۷۱۷

(۲) (بخاری ۲/۲۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے صفوں کی درستگی کے وجوب اور عدم تسویۃ الصفوف کی تحریم کے قائلین امام بخاری وابن حزم وابن تیمیۃ وابن حجر اور شوکانی رحمہم اللہ وغیرہ ہیں [۱]

البتہ کرونا وائرس کی وجہ سے صفوں کی برابری کا یہ وجوب قاعدہ "لا واجب مع العجز" کے تحت ساقط ہو جائے گا، نیز یہ خوف کی حالت ہے اور خوف کی حالت میں اللہ کے نبی ﷺ کو اللہ رب العالمین نے جس انداز سے نماز کا حکم دیا اس کی کیفیت ملاحظہ کریں: " ﴿ وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا۟ أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا۟ فَلْيَكُونُوا۟ مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا۟ فَلْيُصَلُّوا۟ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا۟ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَٰحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَن تَضَعُوٓا۟ أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا۟ حِذْرَكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٠٢﴾ ﴾

"[۲]کہ جب تم ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں، تو ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں، اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے، اور تیرے ساتھ نماز ادا کریں، اور اپنا بچاؤ اور اپنے لئے ہتھیار لئے رہے، کافر چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح اپنے ہتھیار اور سامان سے بے خبر ہو جاؤ، تو وہ اچانک تم پر دھاوا بول دیں، ہاں اپنے ہتھیار اتارنے میں اس

---

(۱) (نیل الأوطار (۳/۳۳۰)

(۲) النساء: ۱۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تمہیں تکلیف ہو یا بوجہ بارش کے یا بسبب بیمار ہو جانے کے اور اپنے بچاؤ کے اسباب اختیار کرو یقینا اللہ نے منکروں کے لئے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔

وجہ استدلال: اس آیت کی عملی تفسیر میں وارد سنت رسول ﷺ میں بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ خوف کی حالت میں پڑھی جانے والی نماز میں دو شمن کبھی قبلہ کی جہت میں ہوتا ہے ، کبھی قبلہ کی مخالف سمت میں ، کبھی لوگوں کو ایک رکعت جماعت سے پڑھنے کا موقع ملتا ہے ، کبھی آدھی نماز پڑھ پاتے ہیں تو کبھی پوری مکمل کرنے کا موقع مل جاتا ہے، کبھی سواری کی حالت میں صف لگانی پڑتی ہے تو کبھی دوڑتے ہوئے تکبیریں کہنی ہوتی ہے، کبھی پچھلی صف والے نماز میں چلتے ہوئے آگے آتے ہیں کبھی اگلی صف والے چلتے ہوئے پیچھے چلے جاتے ہیں ، کبھی انہیں مل کر صف بنانے کا موقع ملتا ہے تو کبھی نہیں بھی ملتا، غرض کہ جماعت کے حصول کی مصلحت کو مقدم کرتے ہوئے اللہ رب العالمین نے صلاۃ خوف میں بقیہ سارے افعال کا اخلال، نقص و کمی کو قبول فرمایا ہے،اور ساتھ ہی اس طرح کے ہنگامی حالات میں یہ نصیحت بھی کردی کہ "**خذوا حذرکم**" کہ اپنے بچاؤ کا کوئی حربہ خالی نہ جانے دو، بچاؤ کے سارے اسباب حتی المقدور استعمال کرو، اس لئے کورونا وائرس کی موجودہ ھلع و خوف کی صورت میں اس طرح صفوں کی دوری کے ساتھ نماز ادا کیجا سکتی ہے۔

۔۔۔۔واللہ اعلم بالصواب۔۔۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جی شیخ میں پاکستان سے ہوں ،پیشے سے ڈاکٹر ہوں اور مجھے کرونا وائرس کے مریضوں کا علاج کرنے لئے متعین کیا گیا ہے ،اس کام کے لئے مجھے خاص قسم کا حفاظتی لباس پہننا پڑتا ہے ،اب اگر میں ہر نماز کے وقت اس لباس کو وضوء کے لئے اتاروں تو کافی خطرات کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے لہذا کیا ایسے میں میرے لئے تیمم کی گنجائش نکلتی ہے؟؟؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر آپ کی فیلڈ کے معتبر و موثوق اطباء یہ طئے کرتے ہیں کہ آپ کا بار بار حفاظتی لباس اتار کر وضوء کرنا خطرے سے خالی نہیں تو ایسی صورت میں اللہ کے فرمان: " ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة " اور اللہ کے فرمان: " يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر " اور اللہ کے فرمان " فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا اثم عليه " اور اللہ کے فرمان " فان لم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا " اور اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان " ان الدين يسرولن يشاد الدين احد الا غلبه " اور آپ ﷺ کے فرمان " إنما كان يكفيه أن يتيمم، ويعصب على جرحه خرقة، ثم يمسح عليها " اور قاعدہ " لا ضرار ولا ضرار " اور قاعدہ " اذا ضاق الامر اتسع " اور قاعدہ " المشقة تجلب التيسير " کے تحت آپ تیمّم کر سکتے ہیں۔

------واللہ اعلم بالصواب------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا ہم لوگ کرونا وائرس کی وجہ سے گھروں میں جمع بین الصلاتین پڑھ سکتے ہیں ؟

الجواب بعون الملک الوہاب: عام طور پر شریعت نے عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرنے کی اجازت دی ہے، البتہ کورونا کی موجودہ صورت حال میں جبکہ اس مہاماری سے بچنے کے لئے لوگ گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور تمام کام کاج سے فارغ ہیں، کسی طرح کی مصروفیات نہیں ہے، نہ وقت کی قلّت ہے نہ سفر کی پریشانی ہے، ایسے میں لوگوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ اور زیادہ رخصتوں کی تلاش میں نہ رہیں اور اس فرصت کے موقع کو اللہ کی عبادت اور نمازوں کے لئے غنیمت جانتے ہوئے پورے خشوع و خضوع کے ساتھ ساری نمازوں کو اللہ کے فرمان: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا کہ بے شک نماز اہلِ ایمان پر مقررہ وقتوں میں فرض ہے، [1] اور اللہ کے فرمان: " حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ " کہ نمازوں کی حفاظت کرو [2] وغیرہ کے مطابق اپنے مقررہ وقت پر اداء کریں اور اس بات سے ڈرتے رہیں کہ وہ کوتاہیوں کی وجہ سے کہیں اللہ کے فرمان " فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ کہ ان نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز میں کاہلی کرتے ہیں۔ [3] " میں داخل نہ کردئے جائیں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین۔

------واللہ اعلم بالصواب------

---

(۱) (سورۃ النساء ۱۰۳)

(۲) (سورۃ البقرۃ ۲۳۸)

(۳) (سورۃ الماعون ۴ و ۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا کرونا وائرس قیامت کی علامت ہے؟ ایک شیخ نے اسے حدیث "موتان يأخذ فيكم كقعاص الغنم" سے استدلال کرتے ہوئے قیامت کی علامت قرار دیا ہے؟ کیا ان کی بات درست ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:

پہلی بات یہ کہ اللہ رب العالمین نے جب اپنے فرمان: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿٤٢﴾ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ﴿٤٣﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ﴿٤٤﴾﴾ اور اپنے فرمان: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٧﴾﴾ وغیرہ میں علم وقوع قیامت کو ہم سے چھپا لیا، اور جب جناب رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں ایک شخص نے دریافت کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ قیامت کب قائم ہوگی تو آپ نے پلٹ کر اس سے پوچھا بھی اور سکھایا بھی کہ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟[1] تو ہمیں شریعت کا منہج سمجھ جانا چاہیئے کہ شریعت ہم سے یہ نہیں چاہتی کہ ہم اس تلاش میں وقت ضائع کریں کہ کب قیامت آئے گی اور کونسی علامت سے وہ کتنی قریب ہوگئی ہے؟ اور ابھی کتنی دور ہے؟ البتہ ہمارا مطمح نظر یہ ہونا چاہیئے کہ وہ جب بھی آئے ہم نے خود کو اس کے لئے نماز، روزہ، اور عبادتیں لے کر تیار کیا ہے یا نہیں؟ اگر تیاری والا یہ نظریہ نہ ہو اور محض جانکاری والا ہی نظریہ ہو تو آخر اس کا سوائے تسکین سماع اور ازدیاد حجت کے اور کیا فائدہ؟ پھر تو گویا ہم نے ان علامتوں کے بتانے کا مقصد ہی فوت کر دیا۔

---

(۱) رواہ البخاری: برقم: ۶۱۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح تو جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت بھی قیامت کی علامت تھی، چاند کا دو ٹکڑے ہونا بھی قیامت کی علامت تھا، اس کے علاوہ آج ہم قیامت کی ہزاروں چھوٹی علامتوں کے بیچ جی رہے ہیں، آخر کیا سبق لیا ان علامتوں سے ہم نے ؟ پہلے علامات قیامت کے تئیں ہمیں اپنا نظریہ درست کرنا چاہئے۔

دوسری بات یہ کہ قران وحدیث میں کورونا وائرس کو کہیں بھی قیامت کی علامت قرار نہیں دیا گیا ہے۔

تیسری بات یہ کہ عوف ابن مالک رضی اللہ کی روایت -- جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ : " اعدد ستا بين يدي الساعة و ذكر فيه: موتان يأخذ فيكم كقعاص الغنم" (رواه البخاري) --- کی بنیاد پر کورونا کو قیامت کی علامت قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ مذکورہ بالا حدیث میں جن اموات کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بارے میں علماء کا یہی ماننا ہے کہ وہ علامت آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سن ۱۸ھ میں پوری بھی ہو چکی ، اس سلسلے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ بالا روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " قال ابن حجر: ويقال إن هذه الآية ظهرت في طاعون عمواس في خلافة عمر وكان ذلك بعد فتح بيت المقدس "[۱]

لہٰذا ان کا اس روایت کی بنیاد پر کورونا کو قیامت کی علامت کہنا بے حیثیت اور لغو ہے۔

--------واللہ اعلم بالصواب-------

(۱) انظر فتح الباری (۲۷۸/۶). والبدایۃ والنہایۃ (۹۴/۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،کیا موجودہ بیماری میں مرنے والا شخص شہید شمار ہوگا ؟ اور کیا یہ حکم طاعون کے ساتھ خاص ہے یا ہر وبائی بیماری کو شامل ہے ؟؟؟

الجواب بعون الملک الوہاب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔جی ہاں موجودہ بیماری کورونا میں مرنے والا مسلمان شہید آخرت شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے کہ "كل من كان صفة موته عظيمة واليمة فهو من الشهداء "یعنی ہر وہ مسلمان جو فضیع ودرناک طریقے سے مرے وہ حکما شہید ہوگا۔ یہ قاعدہ مومنوں کی شہادت بیان کرنے والی روایات وادلہ کے استقراء واستیعاب پر مبنی ہے، کیونکہ طاعون کی وباء، پیٹ کی بیماری، ڈوب کر مرنے، حمل کے درد میں مرنے، جل کر مرنے اور دب کر مرنے والے سارے لوگ جن کو جناب رسول اللہ ﷺ نے شہید شمار کیا ہے ان میں شی مشترک ان کا خطرناک الم اور تکلیف سے مرنا ہے، لہٰذا فضائل میں آنے والی روایات کے تئیں تطبیق دیے جانے والے قاعدے: " باب الرجاء من اللہ واسع "کے تحت شہادت کا یہ حکم ہر شخص کو شامل ہوگا جو کسی بھی وباء یا دردناک اذیت سے مرے، اب اس قاعدے کی روشنی میں کورونا وائرس میں مرنے والوں کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کے مصاب افراد ظاہری ومعنوی ہر دو طرح کی اذیت میں مبتلا ہوتے ہیں، چنانچہ انہیں جیتے جی سب سے الگ وعلیحدہ کردیئے جانے، اپنے محبوبوں کے قریب نہ جاپانے انہیں چھونہ سکنے وغیرہ کی اذیت سے گذرنا پڑتا ہے، دوسری طرف ظاہری طور پر وہ جانوروں کی طرح چیختے، چلاتے، زمین پر چلتے ہیں رینگتے، کاٹنے دوڑتے اور اپنے ہاتھوں سے خود کا جسم زخمی کرتے ہیں، اسہال کا شکار ھو جاتے ہیں، سانس تک لینے میں پریشانی محسوس کرتے ہیں، گلے کی خراش، سینہ کا جلنا، دل کی دھڑکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا بڑھ جانا، بدن کا بخار میں تپ جانا، ہاتھ پیروں میں درد اور ایک ایک عضو کا درد سے چیخ اٹھنا جیسے کئی دردوں سے بیک وقت جوجھ کر عظیم والیم موت مرتے ہیں، ان سب سے آگے بڑھ کر مر کر بھی اپنے لوگوں کے ہاتھ نہیں لگ پاتے، اپنے غسل و کفن تک کو ترساں ہوتے ہیں، کبھی تو حکومت ان کے جثّے پر قبضہ کر لیتی تو اپنا جنازہ بھی پڑھے جانے سے محروم ہو جاتے ہیں، لہٰذا اس بیماری میں مرنے والے ان شاء اللہ اللہ کی ذات سے قوی امید کیجاتی ہے کہ وہ اللہ کے یہاں شہادت کا درجہ پائیں گے۔

۔۔۔۔۔۔واللہ اعلم بالصواب۔۔۔۔

سوال: جناب ہم لوگ کرونا وائرس کی وجہ سے اس ہفتہ مسجد نہیں جا سکے تو ہم نے غسل بھی نہیں کیا؟ کہیں ہم گناہ گار تو نہیں ہو گئے؟؟ رہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الملک الوہاب: جی نہیں، مجبوری کی اس کیفیت میں جمعہ کا غسل چھوٹنے پر آپ گناہ گار نہیں ہوں گے ان شاء اللہ، کیونکہ جمعہ کا غسل دراصل جمعہ کی نماز کی وجہ سے جمعہ کی حاضری ہی کے لئے واجب کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: عن ابن عمررضی اللہ عنہ قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب علی المنبر فقال: " من جاء إلى الجمعة فليغتسل ".[1] کہ جو جمعہ کی نماز کو آئے اسے چاہئے کہ وہ غسل کر کے آئے۔

---

(۱) رواہ البخاری (۲۳۳/۱) و مسلم (۲/۳) والنسائی (۲۰۸/۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ استدلال: فقہ کے قاعدے "مفهوم مخالفة" کے حساب سے اللہ کے نبی ﷺ گویا کہہ رہے ہیں جو جمعہ کی نماز کے لئے آئے وہ غسل کرے البتہ جو نماز کے لئے نہ آئے اس پر کوئی غسل نہیں، یا وہ غسل نہ کرے۔

لہٰذا الحمد للہ آپ اور جو بھی چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو یا جو بھی معذور افراد ہوں وہ اگر جمعہ کے مکلّف نہیں تو تبعاً اس کے غسل کے بھی مکلّف نہیں ہونگے، لہٰذا اس دن کا غسل ان کی مرضی پر موقوف ہوگا۔

-------واللہ اعلم بالصواب-----

سوال: کرونا میں وفات پانے والے شخص کو تغسیل وتکفین کیا حکم رکھتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوہاب: کسی بھی میت کی تغسیل وتکفین کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ " اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثوبين "[1] کہ اسے سادے پانی اور بیری کے پتے کے پانی سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو۔ آپ ﷺ کے فرمان سے مسلمان میت کی تغسیل وتکفین کا وجوب پتہ چلتا ہے، کیونکہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ "الامر المطلق يدل على الوجوب "۔

البتہ یہ بنیادی بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ شریعت کے کسی واجبی کام یا فریضہ کا مطالبہ اس تک ادھورا ہوتا ہے جب تک اس وجوب کے شروط نہ پائے جائیں اور موانع معدوم نہ ہو جائیں، ان دونوں میں سے ایک کا وجود اور دوسرے کا عدم ضروری ہے، ورنہ مطالبہ نافذ نہیں ہوتا، چنانچہ مسلمان میت کی تغسیل وتکفین کا مطالبہ اس وقت پایا جائے گا یا مکمل ہوگا جبکہ میت میں

(۱) رواہ البخاری: ۷۵/۲، برقم: ۱۲۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروط پائے جائیں اور موانع نہ پائے جائیں، شروط میں اس کا مسلمان ہونا اور موانع میں اعراض عدم غسل وکفن کا نہ پایا جانا ہے۔

اب اگر اس قاعدے کو کورونا جیسی متعدی بیماری میں مرنے والے مسلمان پر فٹ کریں تو اس میں شرط غسل وکفن تو پائی جارہی ہے البتہ موانع مفقود نہیں ہورہے ہیں، بلکہ کورونا جیسی متعدی بیماری اسکی تغسیل و تکفین میں مانع وحائل بنی کھڑی رہ رہی ہے۔ لہٰذا اب ان مونع کی موجودگی میں اس کی تغسیل و تکفین ہی ساقط ہوجائے گا، پھر حکم تغسیل و تکفین کو وکرونا وائرس میت کے حق میں واپس لانے کے لئے ایک ہی صورت بچتی ہے وہ یہ کہ کسی بھی صورت میں وقائی اسباب اختیار کرتے ہوئے ان موانع پر غلبہ پایا جائے، چنانچہ اگر وقائی اسباب موجود ہو تو حکم بھی لوٹ آئے گا اور تغسیل و تکفین واجب ہوجائے گی کیونکہ قاعدہ ہے کہ "الحکم یدور مع علته وجودا وعدما" ورنہ نہیں۔

اور میت کو ویسے ہی بغیر تغسیل و تیمّم (۱) و تکفین اس کے اپنے ہی کپڑے میں نماز جنازہ پڑھا کر دفنا دیا جائے گا، اور نماز جنازہ باہر نہیں پڑھی جاسکی یا جاسکتی تو دفن کے بعد قبر پر پڑھ لی جائے گی، اور اگر یہی نہ معلوم ہو کہ میت کو حکومت نے کہاں لے جاکر دفنایا ہے تو پھر غائبانہ نماز جنازہ اداء کرلی جائے گی۔

------واللہ اعلم بالصواب------

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین والحمدللہ رب العالمین۔

(۱) تیمّم کو اوپر غسل کے ساتھ نہیں ذکر کیا گیا، کیونکہ غسل مبدل منہ ہے اور تیمّم بدل ہے، اور قاعدہ ہے کہ: البدل تابع المبدل منہ " چنانچہ اس کے لئے بھی عدم مانع کی شرط مبدل منہ ہی کی طرح لگائی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

سوال: ہم نے ایک شیخ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ کرونا طاعون ہے؟ ٦

سوال: کیا کرونا اللہ کا عذاب ہے؟ ١٢

سوال: کیا کرونا کی وجہ سے مسجد میں باجماعت نماز ١٦

سوال: ایک عالم دین نے کرونا وائرس سے بچنے کے لئے یہ دعاء بتائی ٢٣

سوال: جی شیخ یہ میسج ان دنوں بہت گردش کر رہا ہے ٢٥

سوال: کیا کورونا کے ڈر سے مساجد کو بند کیا جانا چاہئے؟ ٣١

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ شیخ سوال یہ تھا کہ۔۔اجتماعی صلاۃ التوبہ ٣٧

سوال: کرونا وائرس جیسی متعدی بیماریوں سے بچنے کیلئے مصافحہ ترک کرنا ٤٠

سوال: کیا کرونا وائرس کی وجہ سے منہ ڈھاک کر نماز ادا کیجا سکتی ہے؟؟؟ ٤١

سوال: کرونا وائرس کو گالی دینا یا برا بھلا بولنا کیسا ہے؟ ٤٣

سوال: شیخ اس کورونا وائرس کے بارے میں۔۔چین اور امریکہ وغیرہ کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں ٤٦

سوال: شیخ سوال یہ ہے کہ کیا سورہ مزمل کو مندرجہ ذیل طریقے ٤٩

سوال: شیخ کورونا وائرس کی وجہ سے کیا گھر میں جمعہ کی نماز ادا کی جا سکتی؟ ٥١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ہمیں یہ جاننا ہے کہ آخر جب ہم گھر میں نماز پڑھیں تو صفوں کی ترتیب کیا ہونی چاہیئے؟؟ ۵۴
سوال: گھر کی چھت پر چڑھ کر با آواز بلند اللہ اکبر اللہ الا الہ الا اللہ کہنا؟؟؟ ۵۶
سوال: کرونا وائرس سے مرنے والے کو جلانا جائز ہے؟ ۵۸
سوال: کرونا وائرس کی وجہ سے مسجد میں ایک فٹ ایک فٹ کے فاصلے سے صف لگانا؟ ۵۹
سوال: کیا ایسے میں میرے لئے تیمم کی گنجائش نکلتی ہے؟؟؟ ۶۲
سوال: کیا ہم گھروں میں جمع بین الصلاتین پڑھ سکتے ہیں؟ ۶۳
سوال: کیا کرونا وائرس قیامت کی علامت ہے؟ ۶۴
سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا موجودہ بیماری میں مرنے والا شخص شہید ۶۶
سوال: ہم نے غسل بھی نہیں کیا؟ کہیں ہم گناہ گار تو نہیں ہو گئے؟؟ رہنمائی فرمائیں۔ ۶۷
سوال: کرونا میں وفات پانے والے شخص کو تغسیل و تکفین کیا حکم رکھتی ہے؟ ۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اللہ کا فرمان ہے

وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

کہ ہم انہیں اچھائی اور برائی دونوں کے ذریعہ آزماتے ہیں تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔

(سورہ اعراف:۱۶۸)

+91 8882743475
kaleemazeez37@gmail.com